اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چھٹا اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 29 / جولائی 2024ء بمطابق ۲۲ / محرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	15
4	مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	15
5	آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	19

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 29 رجولائی 2024ء بمطابق ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03:40 منٹ پرزیرصدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ کُبِتُوۡا کَمَا کُبِتَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ط وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۚ۵ یَوۡمَ یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ط اَحۡصٰىہُ اللّٰہُ وَنَسُوۡہُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ۚ۶

پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المجادلۃ آیات نمبر ۵ اور ۶

ترجمہ: جولوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول ﷺ کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے اُتاری ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے غذاب ہے ذلت کا۔ جس دن کہ اُٹھائیگا اللہ اُن سب کو پھر جتلائیگا اُن کو اُن کے کیے کام، اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ.اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

جناب اسپیکر: (وقفہ سوالات)

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 24 فرمائیں۔ پلیز ایک منٹ، وقفہ سوالات ختم ہونے دیں پھر اُس کے بعد بات کریں۔تشریف رکھیں پلیز۔

میر اسداللہ بلوچ: آپ کم ازکم یہ کیوں نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی جی آپ کریں گے ناں، آپ کو بلوچستان کا امن کا مسئلہ آج بھی کوئی ایک گھنٹہ بعد بھی ہوجائے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میر اسداللہ بلوچ: سر! سوال سے زیادہ یہ اہمیت کا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ کیا ہے آپ کیا کہنا چاہ رہے تھے؟

میر اسداللہ بلوچ: کہنا چاہتا ہوں اِس پر مجھے بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: جو موجودہ صورتحال ہے۔

میر اسداللہ بلوچ: اِس سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ ہے۔اپنی جگہ پر کارروائی چلی گی پھر آپ کو موقع دیں گے آپ بولیں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: اِس اسمبلی میں ہم بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی! میری گزارش سُنیں۔

میر اسداللہ بلوچ: آپ اسمبلی کے جس منصب پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو انصاف کرنا چاہئے۔ میں بلوچستان کے ایسے matter پر ایک ایسے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں جو اہم ہے پورے بلوچستان کی ضرورت ہے۔آپ کو سُننا ہوگا۔اُس مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔

جناب اسپیکر: ہم آپ کو بھرپور سُنیں گے تفصیل کے ساتھ سُنیں گے۔آپ اپنی جگہ پر تشریف رکھیں، آدھہ گھنٹہ آگے پیچھے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لہٰذا ہمیں کارروائی کرنے دیں۔

میر اسداللہ بلوچ: یہ اُس سوال سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

جناب اسپیکر: سر! جی ہوجائے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: آپ مجھے سُننے دیں میں پانچ منٹ میں۔

جناب اسپیکر: ہوجائے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: میں پانچ منٹ میں لوں گا۔

جناب اسپیکر: ہماری ایک ترتیب ہے ایک نظام ہے اُس کو چلنے دیں ہو جائے گا۔ آپ کا بھی کام ہو جائے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: نظام صرف آج ہی چل رہا ہے یا پہلے تو روزانہ یہی سلسلہ تھا' آپ نے بولنے دیا ہے' خود ہی بولنے دیا۔

جناب اسپیکر: ہم نے آپ کو کبھی روکا ہے؟

میر اسداللہ بلوچ: میں سمجھتا جناب اسپیکر! ہم آپ ہی سے ریکوئیسٹ کرتے ہیں۔ آپ کیپٹن بن کے کم از کم ہمیں ڈیل نہیں کریں۔ آپ بحیثیت اسپیکر بن کے ڈیل کریں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں میں اسپیکر ہوں۔ اور میں سب کیلئے برابر ہوں۔ میں اِس ہاؤس کا' آپ سب کو میں برابری کی بنیاد پر۔

میر اسداللہ بلوچ: کم از کم دو منٹ مجھے بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: سنیں سنیں۔ ایک نظام ہے اُس کے تحت چلیں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: میں نظام کی کوئی رکاوٹ نہیں بننا چاہتا ہوں۔ رولز بزنس پر ساری چیزیں اپنی جگہ پر واضح ہیں' میں نظام کے کوئی خلاف نہیں جانا چاہتا۔

جناب اسپیکر: میری گزارش سُنیں۔ میں نے کہا۔۔۔

میر اسداللہ بلوچ: میں آپ سے request کرتا ہوں کہ انصاف کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں' سستی شہرت کیلئے ایسے کام کی ضرورت نہیں ہے آپ کو موقع ملے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: کوئی سستی شہرت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کو موقع ملے گا۔

میر اسداللہ بلوچ: جو لوگ اپنے آپ کو جہاں کہیں نمبر بڑھانا چاہتے ہیں' اُس کو سستی شہرت کہا جاتا ہے۔ آپ صحیح سمت پر لے لیں' اِس طریقے سے کیوں لینا چاہتے ہوں کہ یہ کوئی سستی شہرت ہے۔ ہمیں کوئی سستی شہرت کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! آپ سوال دَر سوال، سوال دَر جواب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ اپنی جگہ پر تشریف رکھیں ہم آپ کو بولنے کے لئے ٹائم دیں گے۔ وہ بعد میں کریں گے۔ جی زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر! سوال نمبر 24۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 24۔

☆24 میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے زمینداروں کیلئے سال 24-2023ء کے بجٹ میں بلڈوزر آورز کی مد میں کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مختص کردہ رقم کی تفصیل دی جائے۔ نیز مختص کردہ رقم سے ضلع واشک کو سال 24-2023ء کے دوران جاری کردہ رقم کی مکمل تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر زراعت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 12 جولائی 2024ء۔

محکمہ زرعی انجینئرنگ سال 24-2023ء کے بجٹ میں بلڈوزر آورز کی مد میں کل 50 ملین کی رقم مختص کی گئی تھی جو آج مورخہ 28.06.2024 کو موصول ہوئے ہے۔ نیز ضلع واشک کیلئے بنام سردار محمد عمر گورگیج کی درخواست پر ایک ہزار بلڈوزر گھنٹے جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان نے جاری کیے ہیں جو کہ ضلعی کمیٹی جس کے چیئرمین جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں ابتک ضلع کے زمیندروں کو الاٹ نہیں کیے۔

جناب اسپیکر: جی زابد علی ریکی صاحب! کوئی ضمنی ہے؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں سوال کیا تھا 24-2023ء کے بلڈوزروں کیلئے مختص کی گئی رقم ہوئے ہیں۔ تو اُس نے جواب میں یہی دیا تھا کہ 2024-2023 کے بجٹ میں بلڈوزر آورز کے 5 کروڑ رقم مختص کی گئی جو آج مورخہ 2024-06-28 کو موصول ہوا۔ نیز ضلع واشک کیلئے بنام سردار محمد عمر گورگیج کی درخواست پر ایک ہزار بلڈوزر گھنٹے جناب وزیر اعلیٰ بلوچستان نے جاری کئے جو کہ ضلعی کمیٹی جس کے چیئرمین جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں اب تک ضلع کے زمینداروں کو الاٹ نہیں کئے گئے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! یہ سوال آنے کا مطلب یہ تھا۔ ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ زمینداروں کو آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! پورا بلوچستان ہے۔ اس ٹائم اکثر ڈسٹرکٹ ایگریکلچر کی مد میں چل رہے ہیں۔ چاہئے زمیندار، جتنے بندات وغیرہ ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو 5 کروڑ ایک سال میں ڈسٹرکٹ واشک میں گئے ہیں تو میں کہتا ہوں۔ اِن 5 کروڑ میں جو بلڈوزر و کی مد میں گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال سے اگر 50 گھنٹے کام ہوئے ہیں یا 100، منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ kindly جو وہاں ایک سال میں جو ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہوا ہے اُس کا نام ہے ولی۔ اگر اُس کو علم نہیں تو میں بتا دیتا ہوں اُس کا نام ہے ولی۔ اِس نے میرے خیال سے زمینداروں کیلئے 50 یا 100 گھنٹے کام کیا ہے یہ پانچ کروڑ بچ گئے ہیں۔ اگر اُس نے زمینداروں کیلئے کام کیا ہوا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! مجھے زمینداروں کا نام، این آئی سی نمبر، جس جگہ میں جس یونین میں کام ہوا ہے۔ مجھے detail دے

دیں۔ دوسرا جناب اسپیکر! last میں آپ کے نالج میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ 26-04-2024 کو وہاں کا محمد الیاس ہے اُس کو چمن ٹرانسفر کیا ہے جو آپ کا حلقہ ہے۔ 26 تاریخ کو۔ 27 تاریخ کو وزیر اعلیٰ کے پرنسل سیکرٹری عمران سے میں نے کہا کہ خدارا یہ پیسے آئے ہیں زمینداروں کے بلڈوزر کے لئے مہربانی کرکے یہ آرڈر کینسل کریں۔ یہ ولی وہاں ہوا ہے۔ وہاں زمینداروں کے بلڈوزر وغیرہ جو بندات وغیرہ ہیں کام کریں گے تو پرنسل سیکرٹری نے مہربانی کرکے 27 تاریخ کو یہ جو آرڈر ہوا ہے 26 تاریخ کو یہ کینسل کیا ہے۔ 26 تاریخ کے بعد جناب اسپیکر صاحب! ایک دن یعنی 26 کو آرڈر ہوا ہے 27 تاریخ کو جناب اسپیکر صاحب! اُس کا آرڈر کینسل کیا ہے واپس ہو گیا واشک میں۔ اچھا فیول کی مد جناب اسپیکر! پتا نہیں 70 لاکھ ہے 80 لاکھ ہے۔ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں یعنی ایک دن کے اندر اندر ڈی جی ایگریکلچر نے پتا کس حوالے سے وہ پیسے نکال کے ہڑپ کیے۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، ہمارے معزز ہیں۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہیں۔ یعنی 24 گھنٹے کے اندر اندر وہ پیسے ڈی جی نے نکالے کس حوالے سے کس کو دیا ہے۔ اور جب اِس کا آرڈر واپس کینسل ہوا تو جناب اسپیکر صاحب! تو وہاں جب اِس نے چارج لے لیا تو کہتا ہے کہ بھائی یہ سارے پیسے ڈی جی لے گئے۔ جب ڈی جی کو میں نے جناب اسپیکر صاحب! کال کی۔ وہ کہتا ہے کہ یہ وہ بات کو گول مٹول کیا۔ سر! یہ آپ کو دینا چاہتا ہوں یہ لے لیں۔ پھر میں نے جو ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہے ڈسٹرکٹ واشک کے الیاس، میں نے اُس کو لے گیا سیکرٹری کے پاس۔ سیکرٹری صاحب! آپ ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہیں خدارا آپ ڈی جی کو بولیں یہ پیسہ جو ابھی بلڈوزر، جب فیول کی مد میں جب بلڈوزر بند ہوں گے تو پھر یہ کہاں سے زمینداروں کے بندات پر کام کریں گے۔ بلڈوزر تو پانی نہیں چلے گا۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس میں باقاعدہ سیکرٹری نے مجھ سے کہا کہ اب مجھے ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے آپ لکھ کے دے دیں۔ یہ بھی لے لیں جناب اسپیکر صاحب! kindly آپ یہ دیکھ لیں۔ یہ کیوں اِس طرح ہو رہا ہے سارے ثبوت میں آپ کو دے رہا ہوں۔ یہی حوالے سے دیں یہ جو پیسے آتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! جو اگر تین مہینے میں آ رہا ہے چار مہینے میں آ رہا ہے۔ جس ڈسٹرکٹ میں آ رہا ہے۔ خدارا یہ کام ہو جائیں چاہے جس زمیندار کے حوالے سے کام ہوتا ہے۔ اُس کا کام ہو جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! کم از کم on the ground اُس کا کام complete ہو جائے

جناب اسپیکر: جی منسٹر زراعت۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): تو ہمارے بھائی نے نشاندہی کی ہے۔ 24 گھنٹے میں پیسے نکالے گئے۔ منسٹر فنانس بیٹھا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ 24 گھنٹے میں کوئی بھی پیسے نہیں نکال سکتا۔ ہم اِس کی انکوائری کریں گے اور دوسرا جو بھائی کا کوئی ٹرانسفر کا مسئلہ ہے تو ہم اُس کو کینسل کرتے ہیں۔ اُس کی انکوائری کریں گے کہ 24 میں گھنٹے اِس نے 5 کروڑ کس طرح نکالا؟ اسکی ہم تحقیق کرکے بھائی کو جواب دیں گے۔

جناب اسپیکر: That is good.

میر زابد علی ریکی: اُن کے نالج میں لانا چاہتا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں جو 24 گھنٹے میں، فنانس کا ایک رول ہے منسٹر صاحب! میں اسپیکر صاحب آپ کے نالج میں لا رہا ہوں۔ یہ دو تین مہینے کے بعد تمام ڈسٹرکٹس کو فیول کی مد میں سارے ڈسٹرکٹس کو فیول کی مد میں پیسے جاتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں منسٹر صاحب۔ پیسے گئے ہیں واشک کے اکاؤنٹ میں، وہاں سے باقاعدہ منسٹر صاحب ریلیز ہوگئے ہیں میری بات سُنیں منسٹر صاحب میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ پیسے وہاں سے واپس ریلیز ہوگئے فنانس کے خزانے سے نکل بھی گئے ہیں۔ پیسے نکل گئے جناب اسپیکر صاحب! میں منسٹر صاحب کے نالج میں لانا چاہتا ہوں میں کہہ رہا ہوں 24 گھنٹے میں، فنانس کا ایک رول ہے منسٹر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کے نالج میں لا رہا ہوں۔ یہ دو، تین مہینے کے بعد تمام ڈسٹرکٹس کو فیول کی مد میں سب ڈیپارٹمنٹ سے سارے ڈسٹرکوں کو فیول کی مد میں پیسے جاتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں منسٹر صاحب! پیسے گئے واشک کے اکاؤنٹ میں۔ وہاں سے پیسے باقاعدہ منسٹر صاحب! ریلیز ہوگئے ہیں۔ میری بات سنیں منسٹر صاحب! میں آپ کو بتا رہا ہوں پیسے وہاں سے واپس release ہوگئے ہیں فنانس، خزانے سے نکل بھی گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا اس طرح ہے زابد علی؟

میر زابد علی ریکی: سر! پیسے نکل بھی گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں منسٹر صاحب کے نالج میں لا رہا ہوں پیسے release ہوگئے ہیں پیسے نکل بھی گئے ہیں 24 گھنٹے کے اندر اندر، ولی نامی بندے نے پیسے اٹھا کر ڈی جی کو دے دیا۔ ڈی جی کون ہے؟ آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے منسٹر صاحب۔ آپ ڈی جی کو بولیں انکوائری کریں۔ اگر یہ اس طرح fudge اور اس طرح کرپشن ڈی جی صاحب! آپ کر رہے ہیں تو بس ٹھیک ہے، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں بابا! آئندہ بھائی فیول کی مد میں بلڈوزروں کو پورا بلوچستان میں بند کریں بس ٹھیک ہے زمینداروں کو ہم بولیں گے اپنی جیب سے بھائی جا کر ٹریکٹر وغیرہ لے لیں کام کریں بس، ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ شاید یہ امکان نہیں ہے اس بات کا کہ 24 گھنٹے کے اندر اِتنا بڑا پیسہ سارے process سے ہوتے ہوئے وہ release بھی ہو جائیں۔ اور پھر جا کر ایسے لوگوں کی جیبوں میں یا اکاؤنٹوں میں بھی پہنچ جائیں۔ وہ آپ کے ساتھ آپ کو یقین دہانی کرائی ہے۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر۔

وزیر خزانہ: منسٹر صاحب! جیسے حاجی زابد صاحب کے سوال کے حوالے سے فرما رہے تھے کہ پانچ کروڑ کا۔

یہ اصل میں quarterly آتا ہے 90-90 لاکھ اس حساب سے پہنچتا ہے۔ تو منسٹر صاحب نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہم اس کی انکوائری کریں گے دیکھیں گے کہ وہ پیسے کہاں خرچ ہوئے ہیں۔ تو انشاءاللہ اس کی انکوائری ہوگی۔

جناب اسپیکر: زابد علی صاحب! آپ ان کے ساتھ بیٹھیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! میں سیکرٹری کے پاس گیا جناب قائد ایوان صاحب میں سیکرٹری کے پاس گیا آپ مجھے جواب دیدیں۔ میں نے کہا بھائی آپ لوگ اپنے ڈی جی کو بلائیں کہ بھائی یہ پیسے وہ کہاں لے گئے؟ ابھی آپ منسٹر صاحب سے۔۔۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر صاحب! ایک منٹ مجھے دیدیں۔

جناب اسپیکر: جی please۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! گوکہ صوبائی اسمبلی کا ماحول ایسا ہی ہوتا ہے لیکن کوشش کریں کہ اسکو تھوڑا رولز کے تحت چلانے کی کوشش کریں۔ ایک سوال ہوتا ہے اُس کا ایک سپلیمنٹری Question ہوتا ہے اُس پر تقریر' نہیں ہوتی ہے۔ اس سپلیمنٹری کوئسچن سے اگر satisfy نہیں ہیں آنریبل ممبر تو اسکو آپ کمیٹی میں بھیج سکتے ہیں' اس کو آپ اپنے چیمبر میں بٹھا سکتے ہیں تو میں زابد ریکی صاحب کو بھی کل اپنا چیمبر بلالوں گا منسٹر صاحب کو بھی اور اس مسئلے کو ہم حل کریں گے تو only request ہے کہ سر یہ رولز آف بزنس کے تحت چلائیں اس کو جیسے کہ اسد صاحب فرما رہے تھے تو رولز آف بزنس یہی کہتے ہیں کہ question Hour میں آپ کوئی اور ایجنڈا نہیں لے سکتے point of public importance پر بھی you can speak only for few minutes ٹھیک ہے بلوچستان کا ماحول ہے ہم ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں۔ ہمیں زیادہ موقع ملنا چاہیے اس Floor of the House پر یہ ساری باتیں کرنی چاہئیں اس کو بحیثیت جرگہ ہی ہم نے چلانا ہے۔ اب آپ مہربانی کریں تمام آنریبل ممبرز سے میری request ہے کہ کوئسچن ہے اسکا ایک سپلیمنٹری Question ہے وہ بھی ایک سپلیمنٹری Question کا اختیار' question move کرنے والے mover کو ہے باقی، باقی ممبرز کو ہیں کہ تین سپلیمنٹری ہوتے ہیں simple سا سپلیمنٹری ہوتا ہے کوئسچن ہوتا ہے تقریر نہیں ہوتی اگر satisfy نہیں ہوتا ہے تو kindly اس کو اگر اس طرح چلانے کی کوشش کریں۔

جناب اسپیکر: لیڈر آف دی ہاؤس! میری ہمیشہ کوشش یہی رہتی ہے کہ جتنے بھی اپوزیشن ممبرز ہیں ہمارے ہم ان کو برابر موقع بھی دیتے ہیں' ٹائم دیتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات کا بھرپور اظہار کریں۔ لیکن بعض اوقات وہ سسٹم کو interrupt کرتے ہیں اور اس میں پھر یہ ہے کہ پیچیدگیاں اور بدمزگی پیدا ہوتی ہے۔ ابھی میں آپ سے صرف یہ

کہوں گا۔زابد ریکی صاحب! کہ آپ کے پاس ایک سپلیمنٹری Question کا آپشن ہے آپ مہربانی کرکے سپلیمنٹری کوئسچن پکاریں اس کو جومنسٹر صاحب ہوں گے ان کے ساتھ آپ کے ساتھ رابطہ ہوگا۔یا پھر آپ کو جواب آجائیگا آپ اس پرمزید بحث کریں گے تو بحث میں آپ کو وہ سسٹم آپ رولز کو پھر پامال کرتے ہیں۔تو آپ سے میری گزارش ہے کہ as per rules آپ اپنا سپلیمنٹری Question پکاریں۔تاکہ ہم اس پر آپ کے لیے جواب دیں اور accordingly پھر اس چیز کو نمٹائیں۔مہربانی کرکے۔

میر زابدعلی ریکی: بالکل جناب اسپیکر صاحب! رول کے مطابق جو باتیں ہیں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں ابھی ہمارے قائد ایوان صاحب نے کہا کہ بعد میں چیمبر میں آپ اور منسٹر فنانس صاحب بیٹھیں گے۔بالکل ٹھیک ہے سر! مجھے اعتراض نہیں ہے thank you۔جی۔

جناب اسپیکر: thank you.جی میر زابد علی ریکی! رکن اسمبلی آپ اپنا سوال نمبر 26 دریافت فرمائیں۔

حاجی میر زابدعلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! Questoin No.26

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹو): پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆26 میر زابدعلی ریکی رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ؛

محکمہ زراعت کے زیر استعمال صوبہ میں بلڈوزر کی کل تعداد کتنی ہے اور ضلع واشک میں کل کتنے بلڈوزر موجود ہے تفصیل دی جائے۔نیز ضلع واشک سمیت بشمول صوبہ کے دیگر اضلاع میں فعال اور غیر فعال بلڈوزروں کی تعداد کی مکمل تفصیل بھی دیجائے۔

وزیر زراعت: **جواب موصول ہونے کی تاریخ 12 جولائی 2024ء۔**

محکمہ زرعی انجینئرنگ میں بلڈوزروں کی کل تعداد 327 جس میں سے 271 صحیح حالت میں کام کر رہے ہیں۔ (**تفصیل جواب ضخیم ہے لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں**) مزید برآں ضلع واشک میں کل 8 بلڈوزر ہیں جن میں سے 5 بلڈوزر فعال ہیں 3 بلڈوزر مرمت کیلئے غیر فعال ہیں چونکہ محکمے کے پاس فنڈز کم ہونے کی وجہ سے مرمت کا کام مکمل نہ ہوسکا اگر مرمت کیلئے فنڈز میں اضافہ کیا جائے تو جلد فعال ہوسکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی زابد صاحب۔

میر زابدعلی ریکی: علی مدد صاحب! کیا کریں کچھ عرصوں کے بعد آپ کو سوال تو لانا پڑیگا آپ اٹھیں ناں۔کافی عرصے کے بعد بیٹھے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس کا بھی یہ بلڈوزروں کا حوالے سے۔تو میں یہ محکمہ سر! آپ کو پتہ ہے

پورا بلوچستان میں جتنے بلڈوزر وغیرہ ہیں پتہ نہیں 40 ہیں 50 ہیں ہمارے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں کل ان سے یہ request کرنا چاہتا ہے Question کو میں close کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لیے اگر ہوسکتا ہے جناب قائد ایوان صاحب! نئے بلڈوزر جو پرانے جو ہو گئے ہیں ابھی کچھ وقت پہلے میرا خیال سے منسٹر ایگریکلچر اسد بلوچ صاحب تھے کچھ بلڈوزر اس نے لایا تھا تمام ڈسٹرکٹوں میں کسی کو ایک ملا کسی کو دو ملا ابھی قائد ایوان صاحب! آپ مہربانی کریں کچھ نئے بلڈوز پورا بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس کے لیے تو kindly میں کہتا ہوں اس میں آپ دیکھ لیں اگر آپ بجٹ بھی، ہوسکتا ہے اسی حوالے سے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: OK thank you. جی میر زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 27 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: Question No.27۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹو): سر! جواب پڑھا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

☆27 میر زابد علی ریکی رُکن اسمبلی: **نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 20 مئی 2024ء۔**

کیا وزیر زراعت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے سال 24-2023ء کے دوران زمینداروں کیلئے زیتون کے درخت کی خریداری کی گئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم کی زیتون درخت خریدے گئے ہیں تفصیل دی جائے۔ نیز خریدے گئے زیتون کے درخت سے ضلع واشک کے زمینداروں میں کل کتنے زیتون درخت تقسیم کئے گئے ہیں زمیندار کا نام، علاقہ اور تقسیم کئے گئے زیتون درختوں کی مکمل تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر زراعت: **جواب موصول ہونے کی تاریخ 12 جولائی 2024ء۔**

(زرعی تحقیقی ادارہ)۔

محکمہ زراعت نے سال 24-2023ء کے دوران صوبائی ترقیاتی منصوبے "پروجیکٹ ذرآلیو یا اکسپینشن ان بلوچستان" کے تحت زمینداروں کیلئے زیتون کے درخت کی مختلف اقسام کی خریداری کی تھی جن کی کل تعداد 48872 ہے اور ان کی کل مالیت 30.25 ملین ہے زیتون کے درختوں کی تقسیم کے طریقہ کار کے مطابق چونکہ ضلع واشک کے زمینداروں کی طرف سے زیتون کے درختوں کے حصول کیلئے زرعی تحقیقی ادارہ کو کوئی درخوست موصول نہیں ہوئی اس وجہ سے ضلع واشک میں زیتون کے درخت فراہم نہیں کئے گئے۔

(زرعی توسیع)۔

اس تناظر میں بتایا گیا ہے کہ مالی سال 24-2023 کے دوران زیتون کے کوئی پودے نہیں خریدے گئے۔

جناب اسپیکر: جی زابد ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں نے question کیا تھا یہ ایگریکلچر کے حوالے پر زیتون کے سر۔ زیتون ایک درخت ہے تو یہ میرے ڈسٹرکٹ میں تقریباً تین، چار یونین کونسلز ہیں تو اسی حوالے سے ان لوگوں نے 2023ء اور 2024ء تک کے جو کونسچن میں نے لایا ان میں سے باقی ڈسٹرکٹوں کو ملا ہے واشک کو نہیں ملا تھا تو وہاں آج کل کوئی کاروبار روزگار نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب۔ اگر ہو سکا آنے والے پر جو پھل ہوتا ہے ایگریکلچر کے حوالے پر۔ واشک کو نظر انداز نہیں کیا جائے جو پھل آجاتا ہے جو زیتون کے درخت آتے ہیں ہمیں بولا جائے ہمارے زمیندار آ کر جو ہو سکتا ہے نارمل طور پر ہمارے زمیندار اس میں شرکت کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب بتائیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: بھائی کی طرف سے ابھی تک ڈیمانڈ نہیں آیا ہے۔ ڈیمانڈ کریگا تو انشاءاللہ وتعالیٰ ہم دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: انشاءاللہ۔ جی میر اسداللہ بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 29 دریافت فرمائیں۔

میر اسداللہ بلوچ: Question No.29

وزیر خزانہ: آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر خزانہ: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆29 میر اسداللہ بلوچ رُکن اسمبلی: (مورخہ 23 جولائی 2024 کو موخر شدہ)

نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 30 مئی 2024ء۔

کیا وزیر پی ڈی ایم اے از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

مارچ 2024ء تا حال حکومت کی جانب سے محکمہ پی ڈی ایم اے کو کل کسقدر فنڈز موصول ہوئے ہیں، کی مکمل تفصیل دی جائے۔ نیز ابتک محکمہ پی ڈی ایم اے کی جانب سے جن جن اضلاع کو جن مدات میں فنڈز جاری گئے گئے ہیں اُسکی ضلع وار مکمل تفصیل بھی فراہم کی جائے۔

وزیر پی ڈی ایم اے: جواب موصول ہونے کی تاریخ 21 جون 2024ء۔

محکمہ پی ڈی ایم اے کو مارچ 2024ء سے ابتک Rs.1976.736 ملین کی رقم موصول ہوئی ہے اس کے علاوہ مختلف اضلاع کو مالی معاوضہ Rs.112.701 ملین جبکہ ریلیف اور بحالی کی مد میں Rs.50.00 ملین ریلیز کیے گئے ہے جس کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب! سپلیمنٹری ہے۔اس میں دراصل جو کچھ میں نے سوال پوچھا تھا یہ بالکل اس کے برعکس جواب دیا گیا ہے۔ میں آپ کے نالج کو کل کس قدر فنڈز موصول ہوئے ہیں مکمل تفصیل دی جائے۔ نیز اب تک محکمہ پی ڈی ایم اے کی جانب سے جن جن اضلاع کو جن مدات میں فنڈز جاری کیے گئے ہیں' اُس کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔لیکن سوال میں کچھ اور کر رہا ہوں جواب میں کچھ اور لیکر آرہے ہیں۔آپ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! اس کو کلیئر کریں شاید۔376 million first, second 1600 million. یہ ٹوٹل پیسے جو بنتے ہیں 3 کروڑ کم 2 ارب۔اور یہاں یہ جو کہہ رہے ہیں کہ جی ہم نے خرچہ کیا ہے۔یہاں سے تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ released by Finance Department. یہ 5 کروڑ۔ نکالے گئے ہیں 2 ارب۔یہ ہیں پانچ کروڑ۔اور کس مدات میں itemwise وہ کیوں مجھے نہیں دے رہے ہیں ان کو، میں تو itemwise بات کر رہا ہوں detail کیساتھ بات کر رہا ہوں kindly اس پر تھوڑی وضاحت کریں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! اس میں ہمارے معزز رکن نے جو سوال کیا ہے۔ٹوٹل کہ کتنے پیسے ملے ہیں مارچ میں۔وہ تقریباً 1976 ملین کے قریب ہیں اور جن اضلاع کو دیا گیا ہے compensation کی مد میں 12 ملین کے قریب ہیں اور باقی جو ریلیف کا ہے 112 ملین کی ہیں۔اور باقی جو ہے پچاس ملین کے قریب وہ ریلیف activities کے لئے دیئے گئے ہیں۔ جیسے میرے معزز ساتھی فرمارہے ہیں معزز رکن اسمیں procurerment of relief goods and relief activities یہ مد show کیا گیا ہے۔ procurerment میں جو سیلاب آتا ہے یا بارشیں ہوتی ہیں تو اسمیں ریلیف activities ہوتی ہیں۔اضلاع کو goods پہنچانے ہوتے ہیں' خیمے ہوتے ہیں' راشن ہوتے ہیں۔جیسے کہ کوئٹہ میں آپ نے دیکھا کہ دو تین spell آئے اور نہروں کی صفائی تھی' اور دیگر جو معاملات ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ انھوں نے جو سوال کیا ہے کہ کن کن اضلاع کو دیا ہے۔تو next para میں دیکھیں صفحہ میں پیرا وائز ڈسٹرکٹ وائز دئے گئے ہیں جیسے اگر ہمارے دوست کی اجازت ہو۔آپ کی اجازت سے میں پڑھنا چاہوں گا بارکھان، چاغی، ڈیرہ بگٹی، گوادر، جھل مگسی، کچھی، لورلائی، مستونگ، پنجگور، پشین، کوئٹہ، واشک اور ژوب ہے۔ان سارے علاقوں کو ریلیف activities میں شامل کیا گیا ہے۔ اور compensation کی مد میں بھی یہاں پیسے دئے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اسد بلوچ صاحب! آپ کچھ کہنا کریں گے؟

میر اسد اللہ بلوچ: دیکھیں! کچھ ایسی چیزیں ہیں، یہ پیسے نہ شعیب صاحب کے ہیں نہ میرے ہیں یہ بلوچستان کے عوام کے ہیں گورنمنٹ کے ہیں۔ اس پر تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ دو ارب کی مَیں بات کر رہا ہوں پچاس کروڑ جو ریلیز ہوئے ہیں۔ مَیں itemwise بات کر رہا ہوں۔ وہ procurement کے حوالے سے کہتے ہیں کہ آپ relief goods and relief activities یہ مکمل مدات کے حوالے سے items کے حوالے سے، آپ نے کتنے کمبل دیئے ہیں کتنے چار پائی دیئے کتنے لوگوں کو چاول دیئے کتنے کو آپ نے آٹا دیئے ایک ایک پیسے کی تفصیل دے جائے۔ ہم اسمبلی میں آئے ہیں ہم ذمہ دار ہیں ہمارا حق بنتا ہے۔ ایک منٹ۔ یہاں جو بجٹ سیشن ہو رہا تھا سپلیمنٹری میں۔ سپلیمنٹری میں جو بجٹ پاس ہوا تھا پانچ ارب روپے خرچ کیئے گئے۔ وہ بھی اپنی جگہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ اسلئے اسمیں کافی تشنگی ہے جناب اسپیکر صاحب! حد سے زیادہ تشنگی ہے request مَیں آپ سے کرتا ہوں ہوسکتا ہے کہ یہ ڈیپارٹمنٹ اس وقت سی ایم صاحب کے پاس ہے۔ مَیں نہیں کہتا ہوں کہ سی ایم صاحب نے سارے کچھ کئے ہیں۔ لیکن سی ایم صاحب ایک ذمہ دار ہوتے ہوئے نیچے ڈی جی، اسسٹنٹ کمشنر اُنکے پھر ڈپٹی کمشنر، جس نے بھی غلطی کی ہے اسکی انکوائری ہو جائے۔ تو ہمیشہ یہی کہا جاتا ہے good governance کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہاں تشنگی ہے، معاملات clear نہیں ہیں۔ اسلئے میری request ہے کہ اسکو اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیں، شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

میر محمد شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): ایک تو یہاں مَیں بتا دوں کہ جو ریلیف اور اُس کی بحالی ہے اُس کے لئے پچاس کروڑ نہیں ہے، پچاس ملین جواب میں لکھا گیا ہے۔ دوسرا compensation کی مد میں جو مالی معاوضات ہیں جو لوگوں کے نقصانات ہوتے ہیں اُس میں ایک سو بارہ ملین کے حساب سے دئے ہیں۔ جیسے میرے معزز دوست جو فرما رہے ہیں کہ 1976 ملین کا حساب اُنکو چاہیے، کہ کونسے ڈسٹرکٹ میں خیموں کی مد اور راشن کی مد میں ہم provide کر دیں گے انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: وہ آپ provide کریں گے۔

میر اسد اللہ بلوچ: سر! اس کو اگر آپ بھیج دیں اسٹینڈنگ کمیٹی میں بہتر ہے۔ یہاں جواب سے مَیں مطمئن نہیں ہوں۔ باقی چیزیں clear نہیں ہیں۔ اُس میں کیا اعتراض ہے اسٹینڈنگ کمیٹی میں۔ اس مقصد کیلئے شفافیت کے لئے اسٹینڈنگ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ وہ اسی اسمبلی میں اسکو بنایا گیا ہے۔ اُس کی ایک اہمیت ہے، ایک مقصد ہے، وہ شفافیت ہے۔ اگر وہاں جانے سے وہ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: معزز اسپیکر صاحب! مَیں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہم جو 1976 ملین کے وہ سارے جو headwise وہ پوچھ رہے ہیں detail۔ ہم اُن کو فراہم کردیں گے۔ اگر وہ اُن سے مطمئن نہیں ہوتے ہیں تو یہ اسمبلی ہے اُس کے بعد آپ اسٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج سکتے ہیں۔ چونکہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بعض دیگر معاملات ہوتے ہیں اُن بھی دیکھنا ہوتا ہے اور اُن کے پاس بھی وقت ہے۔ اگر اس معاملے سے میرے معزز دوست مطمئن نہیں ہوتے ہیں اس detail سے اُسکے بعد بھلے آپ اپنی طرف سے رولنگ دے دیں آپ بھیج سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ اس کے ساتھ ساتھ ہی آنر ایبل ممبر کو اپنے چیمبر میں بلا کر اُنکے ساتھ ایک sitting کرلیں یہ ہوجائیگا۔

وزیر خزانہ: جی بالکل میں اُن کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں انشاءاللہ۔

میر اسداللہ بلوچ: وہ جو ڈیپارٹمنٹ جس کے پاس ہے وہ ساتھ ہی بیٹھ جائیں۔ شعیب صاحب فنانس منسٹر ہے اس وقت ڈیپارٹمنٹ سی ایم صاحب کے پاس ہے وہ ساتھ ہی بیٹھیں اور مجھے مطمئن کریں۔ اگر مَیں مطمئن نہیں ہوا تو اسٹینڈنگ کمیٹی میں اسکو جانا ہی جانا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ فی الحال اسکو نمٹا دیا جاتا ہے۔ آپ ان کے ساتھ ایک نشست بھی کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ جو آپ کی requirement ہے جس کے مطابق آپ نے ڈیمانڈ کی ہے وہ provide کرنے کے لئے بھی تیار ہیں وہ بھی کریگا۔ اگر اس کے باوجود بھی نہیں ہوتا تو دوبارہ انشاءاللہ پیش کریں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: تو یہ دوبارہ پیش ہوگا۔

جناب اسپیکر: انشاءاللہ دوبارہ پیش ہوگا۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر ضیاءاللہ لانگو صاحب، سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب، سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب، محترمہ راحیلہ حمید خان دورانی صاحبہ، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب برکت علی رند صاحب، جناب اصغر علی رند صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، میر جہانزیب خان مینگل صاحب، میر رحمت صالح بلوچ صاحب، اور سید ظفر علی آغا صاحب نے آج کی نشست سے جبکہ نوابزادہ ظفر اللہ خان زہری صاحب نے رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔** جی اسد صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: Thank you جناب اسپیکر صاحب۔ اچھا ہوا کہ سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایوان کے سارے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا اسد بھائی! مَیں تھوڑی سی request کروں، آپ سے گزارش ہے میری۔ مَیں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ وقفہ سوالات کے بعد اس پر بحث کریں گے۔ ابھی اس پر سی ایم صاحب نے اپنی رائے دینی ہے at the end of the day یعنی کہ جو بھی اس پر بحث و مباحثہ ہوگا، پھر سی ایم صاحب اپنا اسکے اوپر بیان دینگے۔ اگر یہ ہم کارروائی نمٹا دیتے ہیں اور end of the day جا کے تقریباً ہر ایک بندہ۔۔۔ (مداخلت) جی؟ اس کارروائی میں ٹوٹل پانچ سے دس منٹ لگیں گے۔ اُس کے بعد پھر آپ۔

جناب اسداللہ بلوچ: میں اس پر بولوں گا تو۔

جناب اسپیکر: آپ پھر اس پر بولیں۔ just five to ten minutes یہ ساری کارروائی نمٹانے میں پانچ سے دس منٹ لگیں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: پہلے مجھے بولنے دیں کہ مَیں کیا بولنا چاہتا ہوں۔ پہلے سے پورا ایوان حیران ہے کہ پتہ نہیں کہ کیا بول رہا ہے۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! مَیں مشکل آسان کر دیتا ہوں۔ اسد بلوچ صاحب بہت قابل احترام ہیں۔ گزارش اتنی ہے کہ ایجنڈا ختم ہو جائے اُسکے بعد public importance پر بہت سارے دوستوں نے بات کرنی ہے۔ سب سے پہلے اسد صاحب کو موقع دینگے اُس کے بعد پھر باقی دوست بات کریں گے۔

میر اسداللہ بلوچ: اسپیکر صاحب نے رولنگ دی ہے کہ آپ سوالات کے بعد اور آپ نے بھی یہی کہا کہ سوالات کے بعد بات کریں۔ پوری اسمبلی سن رہی تھی۔ پھر بعد میں مسئلہ کیا پڑ گیا ہے کہ مَیں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

قائد ایوان: ایجنڈے کے بعد کر لینا اسد صاحب۔ مرضی تو آپ کی ہے، آنر ایبل اسپیکر صاحب! رولز بھی یہی کہتے ہیں کہ پہلے ایجنڈا ختم کریں۔ آپ نے رولز کے مطابق چلانا ہے یا کہ یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی! آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اس پر صرف آپ نے پہلے آپ کو بولنے دیں گے۔ سب نے بولنا ہے صرف آپ نے نہیں۔ لیکن first start آپ سے کریں گے۔ just five to six minutes

میں ایجنڈا نمٹا دیتا ہوں۔ پھر اُس پر جو بھی آپ بولیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: بالکل آپ نے کہا تھا۔ آپ اپنی رولنگ واپس تو نہیں لیں ناں۔

جناب اسپیکر: سر! دیں گے کیوں نہیں دینگے آپ کو۔ آپ کو بولنے دیں گے میں اپنے الفاظ پر ابھی بھی قائم ہوں۔

میر اسد اللہ بلوچ: ایک دفعہ مجھے تو بولنے دیں دوسری دفعہ، پچھلی دفعہ بیٹھ گیا۔

جناب اسپیکر: ایجنڈے کے مطابق مجھے چلنے دیں میں کر لیتا ہوں آپ کو دے دیں گے۔

میر اسد اللہ بلوچ: ایجنڈے کے مطابق ہی ہے۔ یہ کونسا ہم غیر ایجنڈا کے مطابق کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ ہمیں بولنے دے دیں کم از کم۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے' one by one صادق عمرانی صاحب۔ ایجنڈا چلائیں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): ہم بھی بولنا چاہتے ہیں ہم بھی حکومت کی طرف سے بولیں گے۔ یہ جو ایجنڈا ہے آپ مہربانی کر کے اس پر کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! جو ایجنڈا ہے آپ مہربانی کر کے پہلے اِس کو کر دیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی! مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برائے بورڈ آف ریونیو مجلس کی رپورٹ پر ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ کوئی رکن چونکہ وہ اپنے آپ پیش کریں گے۔

حاجی فضل قادر مندوخیل: میں پیش کروں گا۔

جناب اسپیکر: جی آپ پیش کریں۔

حاجی فضل قادر مندوخیل: مَیں فضل قادر رکن مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو' چیئرمین مجلس قائمہ برائے بورڈ آف ریونیو کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجلس رپورٹ برڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 جولائی 2024ء تک توسیع دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: لہذا مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو کی رپورٹ برڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 29 جولائی 2024ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو مجلس کی رپورٹ برڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) پیش کریں۔

حاجی فضل قادر مندوخیل: مَیں فضل قادر رکن مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو کی جانب سے مجلس کی رپورٹ برڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: مجلس قائمہ برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو کی رپورٹ برڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) پیش ہوا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو): میں وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو تحریک پیش کرتا ہوں کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر! وہ جو ہم فی الفور زیر غور لا رہے ہیں۔ زیر غور کا مطلب ہے کہ آپ اس کو یہاں ڈسکس کرتے ہیں، اگر کسی ممبر کی کوئی observation ہے اور کوئی وہ اپنا input دینا چاہتا ہے تو وہ دے سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہذا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو): میں وزیر برائے محکمہ بورڈ آف ریونیو تحریک پیش کرتا ہوں کہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کوئٹہ کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2024ء (مسودہ قانون نمبر 01 مصدرہ 2024ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: **آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔**

وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف دبئی ایکسپو 2020ء Balochistan Investment Conference مالی سال 22-2021ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کریں۔

میر محمد شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): مَیں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت اسپیشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف دبئی ایکسپو 2020ء Balochistan Investment Conference مالی سال 22-2021ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اسپشل آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف دبئی ایکسپو 2020ء Balochistan Investment Conference بر مالی سال 22-2021ء آڈٹ سال 21-2020ء ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 22-2021ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: مَیں وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 22-2021ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 22-2021ء ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔ لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ' آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت بلوچستان آڈٹ سال 23-2022ء ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف صوبائی زکوٰۃ فنڈ اور ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹیز بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ' آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف صوبائی زکوٰۃ فنڈ اور ڈسٹرکٹ زکوٰۃ کمیٹیز بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈٹ رپورٹ بر اکاؤنٹس آف صوبائی زکواۃ فنڈ اور ڈسٹرکٹ زکواۃ کمیٹیز بلوچستان آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کر دی گئی ہے' لہٰذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: جناب اسپیکر! میری پارٹی کے لیڈر جناب اشرف حسین بلوچ جو گوادر کے رہائشی ہیں اور ان کے والد صاحب بھی اس اسمبلی کے رکن اور وزیر بھی رہے ہیں کل رات انکے گھر پر حملہ کیا گیا انکے گھر کے تمام دروازے اور شیشے توڑے گئے انکی گاڑیوں کو توڑا گیا انکی فوٹیج میں نے سی ایم صاحب کو دکھائی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی پر امن جمہوری سیاسی جماعت ہے جو کہ آئین اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھتی ہے جو ہر قسم کے تشدد کے خلاف ہے چاہے کسی قسم کی شکل میں ہو ہم پاکستان کے آئین اور دستور کے اندر رہتے ہوئے اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں تو ایسے واقعات ایسے لوگوں کے ساتھ جو کہ جمہوری جدوجہد سیاسی جدوجہد پر یقین رکھتے ہوں پاکستان کے آئین اور دستور پر انکا ایمان ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی اس معاملے کی مذمت کرتی ہے اور اس پر میں پارٹی کے فیصلے کے مطابق احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں بھی خیر جان کے ساتھ واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے میں جناب خیر جان بلوچ اور مولانا ہدیت الرحمٰن صاحب واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب اسپیکر: گورنمنٹ کی جانب سے منسٹر فنانس اور جناب علی مدد جتک آپ دونوں جا کر کے اِن کو منا کر کے لے آئیں۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب اجازت ہے اگر میں بات کروں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: No,No کوئی problem نہیں ہے آپ بولیں۔

میر اسداللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' جناب اسپیکر! یہ صوبہ ہم سب کا ہے' اسکی آبادی دو کروڑ کی لگ بھگ ہے۔ یہ سماج گزشتہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے اس میں پشتون، بلوچ، اور ہزارہ سیٹلر سب رہتے ہیں' 1947ء میں یہ ملک بنا اس دوران خان آف قلات اور قائداعظم کے درمیان ایک ایگریمنٹ ہوئی تو خان آف قلات نے کہا کہ دیوانِ عام اور دیوانِ خاص میں تو یہ ریکوئیسٹ digit کی ہے لیکن میرے خان آف نواب بھائی جان، خاران کے آپ کے نواب اور لسبیلہ کے، یہ پاکستان میں شامل ہوئے ہیں مَیں آپ کے ساتھ ایک ایگریمنٹ کرنا چاہتا ہوں جو کہ تاریخ کا حصہ رہے کہ ایک ایسا ملک آپ کہہ رہے ہیں کہ مَیں بنانے جا رہا ہوں کہ جس میں مساوات ہوگا' انصاف ہوگا' استحصال سے پاک ایک معاشرے کی قیام ہوگی وہ ایگریمنٹ آج بھی ہے۔ جناب اسپیکر! میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں پیپلز پارٹی کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں پہلے مجھے سنیں پھر دلیل کے ساتھ جواب دیں کیا بینظیر بھٹو شہید جب باہر ملک سے آئی انکے جلوس پر فائرنگ ہوئی بلاسٹنگ ہوئی کیا یہ ایک اچھا عمل تھا؟ جنرل ضیاء کے دور میں پیپلز پارٹی سے کہا گیا کہ ہم آپ کو ختم کر دیں گے صادق عمرانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں دس سال اسکو جیل میں رہے کیا وہ صحیح اقدامات تھے؟ یہی تسلسل پچھلے ادوار میں (ن) لیگ کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں' نواز شریف کو ملک بدر کیا گیا دس سال وہ سعودی میں رہے اسکے بعد آئے کیا یہ اچھا عمل تھا؟ کہنے سے مراد یہ ہے اسپیکر صاحب! کہ اگر یہ جمہوری ملک ہے تو جمہور کے طریقے سے اسکو چلانا چاہیے اَنا اور ضدٗ بدلہ لینے کی انداز نے ہمیشہ تاریخ میں ناکامی پیدا کی ہے۔ افغانستان آپ کے سامنے ہے ایٹم بم بھی گرائے گئے' بندوق کی نوک پر اس پر فائرنگ کی گئی' ہیلی کاپٹرز استعمال کیئے گئے آخر کار ڈائیلاگ پر آ گئے' سیکنڈ ورلڈ وار اور فرسٹ ورلڈ وار میں دنیا جہاں کی تباہی ہوئی اور آخر میں ڈائیلاگ پر آ گئے' کیا چاکر اور گوہرام کی سرزمین پر بیٹھے ہوئے نہتے لوگوں کو جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگر یہ گورنمنٹ تحمل مزاجی کے ساتھ act کرتی تو آج سات بندے ہلاک اور پچیس بندے زخمی نہیں ہوتے' جناب اسپیکر صاحب! کسی کے پاس بندوق نہیں ہے کسی کے پاس لاٹھی بھی نہیں ہے یہ لاٹھی گولی کی سرکار کا نعرہ پیپلز پارٹی نے دیا ہے' کہ یہ لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی جنرل ضیاء کے مارشل لاء کے دَور میں اُنہوں نے لگائی اگر تھوڑا سا دل میں اپنا ایک نرم گوشہ رکھتے ایک اسٹیٹمنٹ گورنمنٹ کی طرف سے جاتی کہ ہمارے بہن بھائی اگر گوادر میں جلسہ کرنے جا رہے ہیں تمام سیکورٹی ادارے جتنے بھی پولیس ہیں وہ راستے میں انکو شربت دینی چاہیے راستہ میں اگر انکو پانی چاہیے یہ جا کر کے اپنی بات کہیں' اور پھر واپس آ جائیں' یہ معاملہ نہیں ہوتا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو لوگ شہید ہوئے ہیں اور جو زخمی ہوئے ہیں جو کچھ بلوچستان میں ہوا اُسی انداز میں بلوچستان کے %80 لوگ ایک نفرت کی نگاہ سے

چیزوں کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ خوش فہمی الگ بات ہے کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں' آپ اس struggle کو ایک جمہوری سیاسی پلیٹ فارم کے حوالے سے اسکونزم کر سکتے ہیں' یہ جو دھواں اور آگ اٹھی ہوئی ہے اسکونزم کر سکتے ہیں کسی ظلم اور زیادتی کے حوالے سے' گل خان نصیر اپنی شاعری میں کہتا ہے:

کہ دل دُوت کنت چَم آس و زراب کنت

یک آتش ءِ کہ دل و لاپ ءَرا کباب کنت

تو ایسے عمل سے فائدہ کیا ہوا' کنٹینرز رکھے گئے۔ سی پیک کے روڈ پر خندق کھودی گئی۔ ہر جگہ ہاسٹلوں میں لوگ گئے' مارے گئے جو بندوق کی نوک سے تشدد کی انداز سے' لوگوں کے سروں پر لاٹھی برسائی گئی' جناب! اس سرزمین میں جتنی بھی قانون سازی ہوئی وہ اگر سرزمین کے خلاف ہو تو کیا ہم خاموش ہو کر بیٹھیں۔ اس سرزمین کے مفاد میں جو کچھ ہوگا ہم سپورٹ کریں گے اس سرزمین کے مفاد میں جو سازش ہوگی ہم اسکا حصہ نہیں ہوں گے۔ سی پیک ہے اُس سی پیک کے معاملے پر کیا ہمیں بولنا بھی نہیں چاہیے بات بھی نہیں کرنی چاہیے کل کی پالیسی کی وجہ سے' مَیں آپ کو بتا دوں۔۔۔

جناب اسپیکر: مَیں خیر جان بلوچ اور مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

میر اسد اللہ بلوچ: لاٹھی چارج نہیں ہوئی گولیاں برسائی گئیں سات گھنٹے کے ٹائم پیریڈ تک، واشنگٹن پوسٹ، کانگریس کے ممبر نے ٹوئیٹ کردی برطانیہ کے پارلیمنٹ نے ٹوئیٹ کردی آپ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے پوری دنیا کو آپ نے بتایا کہ گوادر میں اِتنا بڑا جلسہ ہو رہا ہے شعیب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اُنہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ میں لوگوں کو کس طریقے سے ڈیل کیا، اُنہوں نے تسلی سے لوگوں کو ڈیل کیا، اس طریقے سے جو عمل ہوتے ہیں اسکے اثرات جناب اسپیکر! سیاسی عمل کو اَنارکی کی طرف لے جاتے ہیں سیاست کی ابجد کے جو مہرے ہیں اُنکو صحیح رکھنا چاہیے یہ جو جتنی بندوقیں، گولے، بم اور ہوائی جہاز ہیں وہ ہمارے ٹیکسوں سے لیئے گئے ہیں اُن ملکوں کے خلاف کہ وہ یہاں یلغار کریں گے کبھی یہ نہیں ہوا کہ یہ گولیاں ہمارے اوپر استعمال کریں' خواہ مخواہ ایک ڈری ہوئی چیز ہے مَیں سوال کرتا ہوں چیف جسٹس آف پاکستان سے کیا اس ملک میں جمہوریت ہے؟ کیا اس ملک میں انصاف ہے؟ کیا لوگوں کو اظہارِ رائے کی آزادی ہے، اور دوسرا سوال مَیں مرکزی گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ سے یہ کرنا چاہتا ہوں دلیل کے ساتھ یہ میرا جواب دے دیں کہ ایک بلوچستان کی بیٹی ڈاکٹر ماہ رنگ کی ایک کال جس نے کسی کو نہ نوکری دی جس نے کسی کو ٹرانسفر پوسٹنگ کسی کی ہے نہ کسی کو مالی مدد دی تو اُسکی ایک کال پر ہزاروں اور لاکھوں لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں کیوں؟ جناب اسپیکر صاحب! یہ اُس جبر کی نشانی ہے اُس ناانصافی کی نشانی ہے' جتنی بھی آپ ناانصافی کریں گے جتنا بھی آپ جبر کریں گے روز بہ روز یہ چیزیں آگے جائیں گی، سی ایم صاحب مجھے last میں بتا دیں کہ اِس قسم کے اقدام سے کیا بلوچستان گونمنٹ کو فائدہ ہوا یا نقصان؟ بلوچستان گونمنٹ کو

democratic طریقے سے اِس لیے چلنا چاہیے کہ پیپلز پارٹی کہتی ہے کہ مَیں 73ء کے آئین کی خالق ہوں، اور 73ء کے آئین میں واضح لکھا ہوا ہے، کہ لوگوں کو بولنے دیں، لوگوں کو سُنیں دیں۔ ان کی اپنی پارٹی کا لیڈر جلسوں میں انکے اوپر جوتے پھینکے گئے، لیکن جب جوتے پھینکے گئے اُنہوں نے نہیں کہا کہ اِن کو shoot کریں بلکہ اُنہوں نے کہا بھائی صاحب! باٹا بہت مہنگا ہے مَیں کمپنی سے بات کرتا ہوں۔ کس طریقے سے deal کیا چیزوں کو۔ لیکن آج چیزوں کو کس طریقے سے لے کر جا رہے ہیں؟ لہٰذا ضرورت اِس اَمر کی ہے ایک چیز اپنی جگہ واضح ہے بلوچستان میں دو فکر، دو نظریوں کی struggle ہو رہی ہے۔ ایک لوگ پارلیمنٹ، پارلیمنٹ کے دائرے میں رہتے ہوئے within framework of Pakistan اپنی سیاست کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو اِس ملک نے مایوس کیا ہے یوتھ کو مایوس کیا ہے روزگار یہاں نہیں ہے، کاروبار یہاں نہیں ہے ذریعہ معاش یہاں نہیں ہے، قوتِ خرید ختم ہوگئی ہے، یہ لوگ مایوس ہو کر دوسری سائیڈ پر جا رہے ہیں ایک جانب سے struggle ہو رہی ہے liberation کی، ایک جانب struggle ہو رہی ہے یہاں اِس پارلیمنٹ میں بیٹھ کر لوگوں کے مسائل جمہوری طریقے سے سیاسی طریقے سے حل کیے جائیں within framwork of Pakistan لیکن یہ اُس وقت کامیاب ہو سکتے ہیں کہ اِن کو ہر act قانون اور دلیل کے مطابق ہو۔ ان کا ہر act قانون سے باہر نہ ہو ہماری پولیس جتنی بھی ہے لیویز والے ہمارے جتنے بھی ہیں لیویز اور پولیس والے آپس میں اپنے بیٹوں کو کب تک ماریں گے اپنے بھائیوں کو کب تک ماریں گے، سوال ایک جلسے کا تھا اِس میں کوئی یہ نہیں تھا کہ ہم وہاں جا کر حملہ کریں گے گوادر کو قبضہ کریں گے، گوادر کو قبضہ کرنے کے لیے دنیا کی international water پر دوسروں کی نظر ہے۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ گوادر کو قبضہ کرنے کے لیے نہیں گئی، صرف وہاں گئی جمہوری سیاسی طریقے سے کے اِس پوری ریلی میں پورے بلوچستان سے لوگ آئے، کیا کوئی ایک پولیس والا ہسپتال میں ہے؟ کیا کوئی ایک FC والا ہسپتال میں ہے؟ کسی نے اِن کے اُوپر فائرنگ نہیں کی۔ لیکن اِس کوئٹہ سے 500 بندے ابھی تک اُٹھائے گئے ہیں MPO 16 کے تحت، ماریں اِن کو، جتنا اِن کو ماریں جتنی سزائیں دے دیں یہ پھر نکلیں گے لوہا بنیں گے۔ کُندن ہوں گے یہ۔ چیزوں کو سیاسی طریقے سے deal کیا جائے، بلوچستان کے وسیع تر مفاد میں اگر کام کرنا ہے تو اپوزیشن اور ٹرژری کو بیٹھ کر اِس مسئلے کا حل ڈھونڈنا ہے۔ ایک ہی زاویہ پر ایک ہی کُل پر ایک ہی جُز پر صرف یہ ہم جانتے ہیں کہ یہاں پورے علاقے کو بند کریں علاقے کے لوگوں کو پکڑیں وہاں جا کر ماریں لوگوں کو، یہ مارنے بگاڑنے میں بہت کچھ ہوا۔ 75 سالوں میں کتنے یہاں گورنمنٹیں بدلیں، کتنے مارشل لاء آئے، کتنی فوج کشیاں ہوئیں، بلوچستان میں پانچ دفعہ فوج کشی ہوئی، result کیا نکلا، جناب سرفراز صاحب! آپ پولیٹکل ہیں سیاسی بندے ہیں ایک ایسی پارٹی سے آپ کا تعلق ہے جو جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہے، چیزوں کو اپنی خواہشات کی بنیاد پر لے کر

نہیں بڑھیں، سر! آپ سارے بیٹھے ہوئے ہیں پرانے پارلیمنٹیرین ہیں چیزوں کو دیکھیں اُن کو پرکھیں جانچیں ایک فیصلہ کر جائیں، ایک ہی نقطہ نظر ہے بس لوگوں کو پکڑنا ہے، اِس اسمبلی میں جیسے بھی ساتھی آئے ہیں ووٹ ہوا نہیں ہوا لیکن آج اِس اسمبلی کے ممبر ہیں اِن کو یہاں مثبت فیصلہ کرنا ہے خواہشات کی بنیاد پر اسمبلی چل نہیں سکتی ہے سچائی اور انصاف کی بنیاد پر چل سکتی ہے اگر آپ کسی کے بھائی کو غلط طریقے سے بغیر جرم کے آپ اُس کو دو تھپڑ ماریں گے کل اُس کا چھوٹا بھائی کچھ اور سوچ کر نکلے گا بلوچستان میں اِس دس پندرہ سال میں جناب اسپیکر صاحب! سچ کے ساتھ مَیں آپ کو بتا دوں، ہر تیسرے گھر میں ایک بندہ مارا گیا ہے جو بندہ مارا گیا اُس کی بیوہ اور چھ بچے بھی ہیں یہی بچوں کو گورنمنٹ نے own نہیں کیا، غلط پالیسی کی یہی بچے جوان ہوئے آج وہی بچے militant بن کر پہاڑوں پر گئے اگر یہی سلسلہ چلتا رہا آپ کے ہر action سے ہزاروں لوگ پہاڑوں پر جاتے رہیں گے اِس لیے اِس کا solution پولیٹیکل طریقے سے کرلیں۔ سیاسی انداز سے کرلیں، سیاسی انداز میں اُن کو جواب دے دیں آپ حکومت میں آپ کو تحمل کا بردباری کا، sincere ہو کر یہ common sense کی بات ہے، آپ زور زبردستی spring پر اپنے پیر رکھیں گے اُس وقت تک spring دبا جائے گا جب تک کہ آپ کا پیر اُس کے اُوپر ہے، جوں ہی آپ نے اپنا پیر ہٹایا یہ spring اپنا لیول پر جائے گا کیوں؟ کہ اُس کی فطرت ہے سچائی اور قلم کے نوک سے ہمیشہ امن کا اصول اور امن پیدا ہوا، بندوق کی نوک کی گولی سے ہمیشہ انتشار پیدا ہوا، یہ انتشار کا عمل اِس صوبے کو آگے لے کر نہیں جائے گا یہاں ویسے ہی بے روزگاری ہے معاشی حالات خراب ہیں ہمارا یہ حال ہے کہ ہم پوری بین الاقوامی دنیا پر کچکول اُٹھا کر چندہ کر رہے ہیں آج ہی آپ کے وفاقی فنانس منسٹر کی یہ بڑی lead لگی ہوئی ہے statement ہے کہ یہ ملک کو بغیر loan سے ہم چلا نہیں سکتے ہیں اور آنے والے دس سال تک مہنگائی اور بڑھے گی لوگوں کو قربانی دینی ہوگی۔ بجلی کا بل مَیں نہیں دے سکتا ہوں قربانی ہوئی، گیس کا بل مَیں نہیں دے سکتا ہوں، قربانی ہوئی، روزگار نہیں مل سکتا ہے قربانی ہوئی، GDP بھی ہماری minus ہے قربانی ہوئی یہ جو دیکھ رہے ہیں 49 خاندان کے لیے 25 کروڑ عوام کی رپورٹ انٹرنیشنل آپ دیکھیں کل کی رپورٹ آپ دیکھیں کہ 9 کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے آگئے ہیں۔ ملک بنانے والوں نے کیا کِیا، جن کو وقت ملا اُنھوں نے کیا کیا، 9 کروڑ عوام کو بھکاری بنا دیا گیا۔ سارے لوگ ہر کہیں جائیں آپ پیرس کلب کے دس ارب ڈالر آپ قرضدار ہیں، آپ یونائٹڈ عرب امارات کے دس ارب کے قرضدار ہیں۔ آپ سعودی کے قرضدار ہیں، آپ IMF کے قرضدار ہیں، World Bank کے قرضدار ہیں، ایشیئن ڈویلپمنٹ بینک کے آپ قرضدار ہیں، یہ کہاں سے پورا کریں گے، اور جو یہ بجلی کی کل رپورٹ آئی ہے IPPs کی، جناب ایک یونٹ 1100 روپے میں خریدی گئی ہے۔ وعدہ کیا گیا۔ ایک یونٹ بجلی دیں یا نہیں دیں' پاکستان گورنمنٹ کو یہ payment کرنی ہوگی یہ کس نے تباہ کیا، بلوچستان اسمبلی میں ایک غریب کا کوئی بنگلہ ہوگا کہتے ہیں اِس

نے کرپشن کی ہے کسی کی پاس ایک گاڑی ہوگی بلوچستان میں کہتے ہیں اس نے کرپشن کی ہے کرپشن کرنے والوں نے جزیرہ خریدا جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے پورے پیسوں کو اکھٹے کرکے وہ جزیرہ نہیں بن سکتے ہیں اس لیے سچائی یہ ہے کہ ہم آپس میں کیوں لڑیں۔ بلوچستان کے سارے لوگوں کو اکھٹا کرکے یہی ڈاکٹر ماہ رنگ کے ساتھ ڈائیلاگ کرکے بلوچستان کے وسیع تر مفاد میں مرکز میں بیٹھ کر جمہوری طریقے سے یہ جو آپ کے پسماندہ لوگ ہیں پسے ہوئے لوگ ہیں اِن کے لیے آپ کچھ کریں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! کل ایسا معلوم ہورہا تھا کہ افغانستان کے بارڈر سے انڈیا نے یلغار کی ہے ہر جگہ خندقیں کھودی گئی ہیں، بڑے بڑے پہاڑوں پر ہماری فورسز بیٹھی ہوئی ہیں، حیرانگی کی بات ہے ہم اتنے ایک پولیٹکل ڈاکٹر ماہ رنگ سے کیوں اِتنا ہم خوفزدہ ہیں؟ لہٰذا تاریخ سے سبق لینا چاہیے بار بار غلطی بار بار غلطی بار بار غلطی ایک ہیaction آپ کررہے ہیں کہ مَیں مارنا جانتا ہوں، ایک ہیaction آپ کررہے ہیں مَیں تباہ کرنا جانتا ہوں، یہ action کریں کہ مَیں گھروں کو آباد کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ یہaction کریں کہ اِس پاکستان کے ہر مزدور کو روزگار دینے کے لیے مَیں آیا ہوں آپ یہ action کریں جب آپ نکلیں گے تو یہ فورس جب نکلے گی armyجب نکلے گی لوگ کہیں کہ یہ نیشنل آرمی ہے۔ لوگ روڈ پر نکلیں باقی 200 دنیا کے جو باقی ملکوں میں جو فورسز کی عزت ہے جوrespect ہے اُس وقت ہوگی جبpositve سوچیں۔ شیخ سعدیؒ نے کہا جناب اسپیکر صاحب!" خود شناس اپنے آپکو پہچان لو''، پھر کہا ''فرض شناس اِردگرد کے فرد کو پہچان لو'' پھر کہا ''ماحول شناس'' جناب وزیراعلیٰ صاحب! حالات وواقعات اور زمینی حقائق' زمینی حقائق کے حالات کو سمجھتے ہوئے آپ وہ ایکaction کریں آپ کی گورنمنٹ رہے یا نہ رہے، آپ وزیراعلیٰ بنیں یا نہ بنیں، آپ تاریخ لکھیں ناں کہ ایک تھا اُن میں صلاحیت تھی اُن میں یہ جذبہ تھا مسئلوں کو حل کرنے کے لیے۔ اِس طریقے سے اپنے آنکھوں کو بند کرنا کہ جناب! اِن کو تو باہر سے سپورٹ ہورہی ہے اِن کے لیے تو ڈالرز آرہے ہیں یہ تو سازشیں کررہی ہیں۔ کل ایکstatement اِنکی جانب سے آئی اُس statement سے کم ازکم بلوچستان کے 20 لاکھ لوگ مَیں کہتا ہوں اِسstatement سے نفرت کرتے ہیں۔ تو دیکھتے جائیں اُس تحریک کو تو اور آپ بڑھاتے جائیں۔ اور statementایسا دے دیں۔ ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ایک غریب کی بیٹی ہے اگرstruggle کررہی ہے جو اُس کے ہاتھ میں بندوق نہیں ہے۔ تو اگر وہ گوادر گئی تقریر کی، واپس آئی۔ لکھا گیا ہے آج کہ یہ ڈرامہ ختم ہوا XXXXXX، ڈاکٹر ماہ رنگ جس کی XXXXXXX' XXXXX---

میر سرفراز خان بگٹی (قائدایوان): کس نے جاری کی؟ ہم نے جاری نہیں کی جناب اسپیکر! اِس طرح کے statement حکومت کی طرف سے کہیں نہیں آئی۔ بالکل غلطstatement ہے۔ وہ ہماری She is like a daughter to us, we even can't think to say like this. جس طرح آنریبل ممبر کہہ رہے

ہیں، پلیز اِن الفاظ کو حذف کریں۔ یہ غلط بات ہے۔

جناب اسپیکر: ان غیر پارلیمانی الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔ مہربانی کرکے اسد بلوچ صاحب short کریں پلیز۔ conlcude کریں۔ آپ conclude کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: یہ کہیں اگر کسی نے دیا ہے تو مَیں اسکے خلاف کارروائی کروں گا۔ لیکن اگر کسی نے دیا آپ یہ بھی کہیں کہ اُس کے خلاف میں کارروائی کروں گا۔

☆بحکم جناب اسپیکر xxxxx ، xxxxxx ' xxxx غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔

جناب اسپیکر: ایسا ہے۔ اسد بھائی اِدھر اِدھر اسد بھائی۔

میر اسداللہ بلوچ: اگر آپ کے خلاف کوئی سازش کرے؟ آپ کارروائی نہیں کریں گے؟

جناب اسپیکر: اسد بلوچ صاحب! Address the Chair please.

میر اسداللہ بلوچ: اگر کسی نے کہا ہے، یہ WhatsApp میں چل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کرکے conclude کریں آپ conclude please۔

میر اسداللہ بلوچ: ابھی last میں دیکھیں ایک روزانہ یہ جو کہتے ہیں۔ ایک ہی بات پر۔

جناب اسپیکر: بہت سارے لوگوں نے بولنا ہے مہربانی کرکے۔

میر اسداللہ بلوچ: کتنے لوگ اُٹھائے گئے ہیں، کتنے آ گئے؟ کتنا دَرد ہوا؟ آپ کے FC اور پولیس والوں نے کل یہ آپ کے اِس گیٹ پر جو جہاں آپ کا۔۔۔

(معزز رکن اسمبلی بغیر مائیک کے بولتے رہے)

میر اسداللہ بلوچ: اسمبلی کے گیٹ پر کل لوگوں کو مارا بھی ہے اور جو اُنہوں نے گالیاں دی ہیں وہ ساری video میں موجود ہیں۔

جناب اسپیکر: بیٹھیں Thank you اسد بلوچ صاحب۔ اسد بلوچ صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ایک ممبر ریکوئسٹ کر رہا ہے پولیس والے سے کہ۔

جناب اسپیکر: conclude کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: کہا کہ ''میں آپ کے پاؤں پڑوں گا۔ لیکن ہمیں جانے دیں آپ کے آئین اور قانون میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے، اُس کو جانے نہیں دیا گیا۔

جناب اسپیکر: یہ سر! ایسی ساری سُنی سُنائی۔

میر اسداللہ بلوچ: اور دوسری ایک ایمبولنس کوئٹہ کے لیے آرہی تھی اُس میں بیمار تھا۔

جناب اسپیکر: سُنی سُنائی باتیں ہیں ساری تقریباً سر! بیٹھیں۔

میر اسداللہ بلوچ: نہیں footage ہیں جناب! سُنی سنائی نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: آپکے پاس کوئی ثبوت تو نہیں ہے۔

میر اسداللہ بلوچ: یہ ساری چیزیں مَیں آپ کو پیش کروں گا۔

جناب اسپیکر: ہاں ٹھیک ہے پیش کریں ضرور۔ضرور پیش کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: ایمبولنس میں گردے کا patient تھا وہ رو رہا تھا کہ مجھے جانے دیں، FC والوں نے کہا کہ نہیں نہیں، ہمیں اُوپر سے orders ہیں آپ جا نہیں سکتے۔پھر یہ رویا، روتے ہوئے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بیمار کرے اس نے بددُعا دینی شروع کی اُس کے بعد پھر انہوں نے راستہ خالی کر دیا۔ماشاءاللہ ہم سارے مسلمان ہیں۔

جناب اسپیکر: conclude please conclude please

میر اسداللہ بلوچ: کافروں کے ساتھ جو جنگیں لڑی گئیں، سب سے بڑی فتح ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقیات سے ہوئی۔ہم سب مسلمان ہیں، ایک چھوٹی سی کرنا تھی باقی مجموعی طور پر 99% اِخلاقیات کا درس تھا اِسی لیے آج ہم مسلمان بھی ہیں ہم بلوچ بھی ہیں۔

جناب اسپیکر: Thank you

میر اسداللہ بلوچ: اِس سرزمین کے رہنے والے ہیں اِس لیے ہمیں الفاظ کا چناؤ صحیح کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل۔

میر اسداللہ بلوچ: وہ جواب دیں گے ہم بھی سنیں گے بیٹھ کے مسئلے کو حل کرنا چاہیے یہ دونوں ایک طرف ہیں عوام ایک طرف ہے دوسرا نظریہ جو عوام درمیان میں آپ ایسے عمل کریں جس سے عوام آپ کے ساتھ ہوں۔

جناب اسپیکر: Thank you Thank you اسد بلوچ صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: مہربانی جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: Thank you very much خیر جان بلوچ صاحب۔آپ کے پاس صرف پانچ منٹ ہیں within 5 minutes ہر ایک بندے نے، جس نے بھی بولنا ہے 5 منٹ کے اندر اپنا conclude کرنا ہے۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر صاحب! نیشنل پارٹی ایک جمہوری سیاسی جماعت ہے۔ اُس کا پاکستان کے آئین۔پاکستان کے دستور پر مکمل یقین ہے۔نیشنل پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ آئین کے اندر رہتے ہوئے کوئی

بھی شخص، کوئی بھی جماعت اگر وہ جمہوری انداز میں اپنی جدوجہد کرنا چاہتی ہے یا کوئی اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتی ہے۔ اگر پاکستان کے آئین کے مطابق ہے تو اُسکو یہ حق ملنا چاہیے اسپیکر صاحب! تشدد کسی کو نے سے ہو تشدد، تشدد ہوتا ہے۔ ہم عدم تشدد کے پیروکار ہیں۔ ہم سیاست میں تشدد، چاہے اقتدار کے مالک کریں یا کسی اور نام پر کوئی کرے ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ تشدد سے نفرتیں جنم لیتی ہیں۔ تشدد سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتی ہے۔ تشدد سے انتقام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یقیناً ہم اِس بات کو یہاں واضح کرنا چاہیں گے کہ بلوچستان کے جو موجودہ حالات ہیں اُن حالات کا حل کسی ایک فرد کے پاس نہیں ہے۔ ہمیں اُن حالات کو سنجیدگی سے لینا چاہیے۔ ملک کی تمام تر سیاسی قیادت کو اِسمیں آگے بڑھنا چاہیے۔ ملک کی وہ سیاسی قیادت جو کہ مولانا فضل الرحمٰن کی شکل میں ہو، صدر آصف زرداری کی شکل میں ہو، یا نواز شریف کی شکل میں ہو، یا بلوچستان کی جو سیاسی قیادت ہے یہاں چاہے محمود خان اچکزئی ہو، ڈاکٹر مالک ہو، اختر مینگل ہو، یا یہاں کے دوسرے سیاسی اکابرین ہیں۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ سب کو مل کر، حکومت کو چاہیے کہ اُن کو involve کریں تاکہ بلوچستان کے اندر یہ جو مسئلہ ہے اِن مسئلے سے سر! ہماری نسلیں متاثر ہو رہی ہیں۔ ہمارے نوجوان متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو اگر سنبھالا نہیں گیا تو ہمارے لیے اور معاشرے کے لیے نقصان دہ ہیں۔ یہاں انصاف اور عدل کے تقاضوں کو دیکھنا ہوگا۔ اگر بلوچستان کے مسئلے کو جذبات یا خواہشات، ہم سب نے اگر اپنی آنا کے مطابق دیکھا اور پرکا، بحیثیت ایک سیاسی کارکن کے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس کے مثبت نتائج نہیں آئیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی ترقی، پاکستان کی بقا اور بلوچستان کا امن ہم سب کے لیے بہت ضروری ہے۔ پاکستان کی ترقی کے سامنے نیشنل پارٹی کبھی بھی رکاوٹ نہیں بنے گی۔ ہم اِس ملک کے آئین میں رہتے ہوئے ہماری جماعت گو کہ ایک چھوٹی سی جماعت، لوگ سمجھتے ہیں لیکن چاروں صوبوں میں سیاست کر رہی ہے، چاروں قومی وحدتوں میں ہماری پارٹی کی کابینہ ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ ملک کے تمام اقوام بلوچ، پشتون، سندھی، سرائیکی، کشمیری، پنجابی سب نے مل کر اِس ملک کو ایک خوبصورت گلدستہ بنانا ہے۔ البتہ بلوچستان جو احساسِ محرومی کا شکار ہے۔ بلوچستان کے دُکھ اور درد کو سمجھنے کے لیے ہم اُن سے اپیل کرتے ہیں کہ بلوچستان کا آج نوجوان احساس محرومی کی وجہ سے کسی اور کے ہاتھ میں گیا تو اُس کے ہاتھ کو آپ تھامیں، آپ اُس کو سنبھالیں آپ اُس کو دِلاسہ دیں، آپ آنے والی نسلوں میں محبت کے بیج بوئیں تاکہ اُس کی فصل ہم سب کے لیے ایک مثبت ہو۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہم وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کریں گے، حکومت سے بھی گزارش کریں گے کہ ہم جس طرح دوست بات کر رہے ہیں کہ ہم طاقت کی زبان میں ایک دوسرے سے مخاطب نہ ہوں، ہم محبت کی زبان میں۔ ہم ڈائیلاگ، دلیل اور منطق کی زبان میں ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ دہشتگردی کیا ہوتی ہے، دہشتگردی سے میں بہت زیادہ متاثر ہوں ذاتی طور پر میرا خاندان۔ لیکن جب بات پاکستان کی آتی ہے، ملک کی آتی

ہے، بلوچستان کے امن وامان کی بات آتی ہے ہم قربان کرتے ہیں اپنا سارا اِنتقام اپنا سارا فیصلہ آؤ جو بھی ہے اُس سے ڈائیلاگ کریں، پاکستان کے اندر امن لائیں، پاکستان کے اندر ترقی اور خوشحالی لائیں میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ معاملات کو سیاسی بنیادوں پر، سیاسی جماعتیں، سیاسی لوگ، سیاسی بنیادوں پر چیزوں کو آگے لے جاتے ہیں۔ اور پیپلز پارٹی سے مجھے اُمید ہے کہ پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے جمہوری جماعت ہے اُس نے سیاسی جمہوری جدوجہد کی ہے۔ بحیثیت سیاسی کارکن، مجھے اُمید ہے کہ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی صوبوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعتیں ہیں اُن کی قیادت سے مَیں گزارش کروں گا کہ آپ آئیں اِس بات پر وزیر اعلیٰ کو تنہا نہیں چھوڑیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب آپ اپنی سیاسی قیادت کو ہم اپنی سیاسی قیادت کو سب سے کہیں گے کہ بلوچستان کے اِس مسئلے کا اِس مشکل کا حل ہم سب مل کر ایک باہمی مشاورت سے نکالیں۔ باقی جہاں دیکھیں اپنے عوام پر تشدد کوئی بھی کریں یہ قابل مذمت ہے۔ عوام اور نوجوان ہمارے ہیں آج اگر گوادر ترقی کریگا، گوادر پرامن ہوگا بلوچستان پُرامن ہوگا تو پاکستان ترقی کرے گا نیشنل پارٹی چونکہ آئین پر یقین رکھتی ہے جمہوریت پر یقین رکھتی ہے جمہوری جدوجہد پر یہ یقین رکھتی ہے۔ آئین کے آرٹیکلز کے مطابق جو بنیادی انسانی حقوق ہیں جو بنیادی جمہوری حقوق ہیں اُن کے اندر رہتے ہوئے اگر جدوجہد کر رہی ہے اُس کے جدوجہد میں رکاوٹ بننا مَیں سمجھتا ہوں یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر یہاں کوئی اپنی مثبت رائے دے رہا ہے۔ اِس ملک میں امن وسلامتی کے لیے اُس کو ملک دشمن نہیں سمجھنا چاہیے۔ سب کی رائے کو سننا چاہیے۔ سیاست میں رائے، منطق، دلیل کی بنیاد پر ہوتی ہے گو کہ شاید میری رائے میں کمی بیشی ہو کوئی مسئلہ نہیں ہے میں انسان ہوں۔ میں اپنی کمی وبیشی قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کیوں کہ میں سیاسی کارکن ہوں میں منطق اور دلیل پر یقین رکھتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ حکومت منطق اور دلیل پر یقین رکھتے ہوئے ڈائیلاگ کے ذریعے پرامن طریقے سے اس جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈالے گی۔ اور اس کے لیے ایک رائے قائم کریگی، مشترکہ رائے، جس میں اپوزیشن بھی ہو حکومت بھی ہو بلکہ پارلیمنٹ سے باہر بھی سیاسی جماعتیں ہیں جو کسی وجہ سے اس وقت پارلیمنٹ میں نہیں ہیں، اُن کو بھی اعتماد میں لینا چاہیے۔ بلکہ بلوچستان کے ایک ایک فرد کو اُس سے مشاورت کرنی چاہیے کیونکہ ہم اب مزید اسکے متحمل نہیں ہوسکتے۔ thank you

جناب اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آگیا thank you خیر جان بلوچ صاحب۔ جی مینا مجید صاحبہ آپ کچھ بولنا چاہ رہی تھیں؟

محترمہ مینا مجید بلوچ: thank you جناب اسپیکر! چونکہ ہمارے معزز رُکن، سینئر پولیٹیشن جناب اسد بلوچ صاحب نے ایک بات کہی اور شاید کسی fake account سے اُنہوں نے دیکھا ہوگا۔ کیوں کہ سوشل میڈیا میں بہت ساری ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔ تو میں صرف یہ کہنا چاہونگی بلکہ دکھانا چاہونگی تاکہ آپ لوگ سنیں کہ بلوچستان کی ہم خواتین

پارلیمنٹیرینز کیا برداشت کرر ہے ہیں۔آپ جن لوگوں کی اظہارِ خیال کی بات کرر ہے ہیں کہ یہ گالم گلوچ والی politics نہیں ہونی چاہیے اظہارِخیال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ صرف خود بولیں اور کسی دوسرے کو نہ سنیں۔ ہماری speeches کے بعد ہمیں خاموش کرانے کے لئے ہمارے منہ بند کرنے کے لیے کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کی خواتین قبائلی ہیں گھروں سے اُنکو پریشر ہوتا ہے اُن کی families سے اُن کو پریشر ہوتا ہے۔کوئی بھی family گالی برداشت نہیں کرسکتی اپنی عورت کے خلاف۔تو آخر یہ کون سی سوچ ہے جن کے پاس جواب میں صرف گالیاں ہیں۔ہم اُن سے سوال کرتے ہیں ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ وہ سوال کرتے ہیں ہم اُن کے سوالوں کا جواب دیں گے۔لیکن یہ کون سی ان کی جواب کا طریقہ ہے کہ وہ گالیوں سے خواتین کو خاموش کرنا چاہتے ہیں۔اور یہ بی بی ڈاکٹر ماہ رنگ کی وہ ٹیم ہے جو پورا دن انہیں چیزوں کو support کرتی ہے۔اتنا تو اخلاقی اُن کا حق نہیں بنتا کہ بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہوئے اُن سے کہیں کہ یہ گالم گلوچ کی سیاست بند کریں۔کیونکہ یہ ماحول جو بلوچستان میں پیدا کیا جارہا ہے سب کے گھروں تک پہنچے گا۔آج مینا مجید، فرح عظیم شاہ، شہناز عمرانی اور ربابہ بلیدی کل کو آپ سب کی مائیں بہنیں ہوسکتی ہیں۔تو جس طرح اسمبلی فلور پر مذمت کی گئی اُن fake چیزوں کی جو شاید کسی fake account سے دیے گئے ہوں یا کسی کی اپنی شرارت ہو۔لیکن برائے نام آپ لوگوں کو بتاتی ہوں یہ آپ لوگ سنیں۔ مجھے اس بات سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے اور نہ میں شرمندہ ہوتی ہوں کیوں کہ مجھے اپنے status کا پتہ ہے بلوچستان کو پتہ ہے لیکن آپ لوگ ایک دفعہ ضرور سنیں شاید XX جائے اور اُن لوگوں کی مذمت کریں۔سنیں:

(اِس مرحلہ میں معزز رکن صاحبہ نے ایک آڈیو اپنی ڈیسک کے مائیک سے سنائی)

جناب اسپیکر: مینا مجید صاحبہ! off کریں It's againts the rules, not allowed, ok۔

محترمہ مینا مجید بلوچ: کیوں کہ یہ آپ سب کے سامنے روز گزرتے ہیں۔ہمیں اُمید یہ ہورہی تھی کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی بھی اِس چیز کے خلاف بولیں گے۔ یہ روز آپ لوگوں کے سامنے سے گزرتے ہیں میری صرف آپ سے یہ درخواست ہے کہ خدارا اِن چیزوں کے خلاف بولیں بلوچستان کے ماحول کو خراب نہ کریں یہ سیاست نہیں ہے سیاست اس کو نہیں کہتے آپ تنقید کریں آپ کا حق ہے لیکن گالم گلوچ، کردارکشی، ذاتیات، خواتین کو اِن سارے الفاظ کے ذریعے اُنکو دبانا، اُن کی آواز کو دبانا ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔لیکن آپ سب سے بھی یہ اُمید ہے کہ آپ سب مذمت کریں گے یہ بلوچی روایات نہیں ہیں یہ ہمارا بلوچ کلچر نہیں ہے۔ہم نے بلوچ عورتوں کی عزت کے خاطر جنگیں لڑی ہیں اور تاریخ میں یہ ہے۔اور آج ہم اپنے بلوچ بیٹیوں کی، اپنی collegues کی اس طرح کردارکشی پر خاموش تماشائی ہیں یہ سوچیں کہ اگر ہم انکے لیے بولیں گے تو شاید ہمارے اُوپر وہ چڑھائی کریں گے۔ بلوچ بنیں ڈریں نہیں کسی سے۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you مینا مجید صاحبہ۔ لیڈر آف اپوزیشن اجناب یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں شروع ہی اس سے کرلوں گا کہ جو بھی گالم گلوچ کی سیاست کرتا ہے ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہمارے کہنے کا مطلب ہے کہ لوگ ہمارے لیے سب قابل احترام ہیں پورے بلوچستان کے لوگ ہمارے لیے قابل احترام ہیں گالم گلوچ کی سیاست کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ جو دو چار دنوں سے بلوچستان کے اندر جو مسئلے چل رہے ہیں۔ اگر بلوچستان کا مسئلہ تشدد سے حل ہوتا ہے تو میرے خیال میں پھر شوق سے اُسے پورا کریں۔ اگر بلوچستان کا مسئلہ مذاکرات سے حل ہوتا ہے تو پھر ہمیں وہ راستہ لینا چاہیے یا وہ راستہ بلوچستان کے لیے ہم نے یہ سوچنا ہوگا کہ تشدد والا راستہ بلوچستان کے لیے فائدہ مند ہے یا مذاکرات والا؟ اگر تشدد والا ہے تو شوق پورا کریں بالکل تشدد کے ذریعے جو بھی شوق ہے اُسے پورا کرنا ہے۔ اگر مذاکرات کا دروازہ کھلا ہونا چاہیے اور مذاکرات ہونی چاہیے تو میری خیال میں سب سے best بلوچستان کے مفاد کے لیے مذاکرات کے ذریعے ہم اپنے مسائل حل کریں۔ جناب اسپیکر! ہماری نبی حضرت محمد ﷺ جب کہیں پر جاتے تھے تو لوگ اُن سے دُعا کے لیے ریکوئسٹ کرتے تھے کہ ہمارے لیے دُعا کرلیں تو سب سے پہلے وہ امن کے لیے دُعا کرتے تھے کہ آپ کے علاقے میں امن ہو اُس کے بعد آپ کی معیشت کے لیے یا کسی اور چیز کے لیے۔ تو میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں سب سے پہلے امن ہو اُس کے بعد ہماری دوسری چیزوں پر توجہ ہو۔ دو چار دنوں سے بلوچستان کی جو صورتحال ہے ہمارے روڈز بند ہیں، ہمارے علاقے بند ہیں، ہمارے مریضوں، اور ہمارے لوگوں کو جتنی پریشانیاں ہیں یہ ایک نیک شگون نہیں ہے بلوچستان کے لیے۔ اور آج پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ یہاں بلوچستان میں ہے بالکل جمہوری انداز سے اُنہوں نے سیٹیں جیتی ہیں وہ آ گئے اور گورنمنٹ بنائی۔ یہ پیپلز پارٹی کا کہنا ہے کہ لاٹھی گولی کی سرکار جیسے اسد صاحب نے کہا کہ نہیں چلے گی۔ جب محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کیا گیا اُس کے بعد لوگ جذباتی ہو گئے تو آصف علی زرداری صاحب نے کہا کہ جی ہمیں پاکستان کھپے، پاکستان کھپے کا نعرہ لگا کر اُس نے جمہوریت کو مضبوط کیا۔ اور آج اگر پیپلز پارٹی سے کوئی مس ہینڈل ہو جاتا ہے تو یہ پیپلز پارٹی کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ جناب اسپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ ہمارا ملک آج اخبار میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب نہ یہ کہا ہے کہ جی آپ لوگوں کو اور تکلیفیں برداشت کرنا ہونگی۔ جناب! اور کتنی برداشت کرلیں ہم لوگ۔ بلوچستان کا یا پاکستان کا کوئی بندہ بجلی استعمال نہیں کرسکتا، جناب سپیکر! اس کو اس نہج پر پہنچایا گیا ہے۔ جیسے اسد صاحب نے کہا کہ 1100 روپے یونٹ وہ purchase کررہے ہیں، خدا سے خوف کرلے 1100 روپے اتنی کرپشن کر رہے ہیں 1100 روپے یونٹ کی آپ بجلی خریدرہے ہیں اور آگے کیا لوگوں کو دو گئے۔ اب لوگوں نے بجلی استعمال کرنی چھوڑ دی ہے، اور لوگوں نے گیس استعمال کرنی چھوڑ دی ہے، لوگ وہی پرانے اُس میں چلے گئے اپنی لکڑیاں

استعمال کررہے ہیں اور بجلی کے بجائے اگر کسی کے پاس سولر ہے ٹھیک ہے نہیں ہے تو وہ گرمی سے سر! مرجائے گا غریب وہ بھی استعمال نہیں کرسکتا ہے۔ آج ہمارے ملک کی یہ پوزیشن آ گئی ہے۔ اور پھر ہم ملک کو اور دھکیل رہے ہیں پیچھے کہ ہم اس کی جڑیں کاٹ دیں، ہم اس کو اور نقصان دے دیں اور اس کا فائدہ کس کو ہوگا وہ خود جانتے ہیں کس کو فائدہ ہوگا کس کو نقصان ہوگا۔ جناب اسپیکر! ڈاکٹر ماہ رنگ کو اگر جلسہ کرنا ہے کرلے کیوں نہیں کرے حق ہے اسکو جمہوری حق ہے وہ جلسہ کرلے وہ اپنی باتیں کرے وہ اپنی تقاریر کرے وہ بلوچستانی ہے اور اُس کا حق ہے کہ وہ جمہوری انداز میں اپنی تقاریر کرلے اپنی باتیں کرلے اپنا جلسہ کرلے۔ میری درخواست گورنمنٹ سے یہ ہے کہ مہربانی کرکے مذاکرات کا دروازہ کھلا کردیں اور مذاکرات کو مزید ضد اور انا کو چھوڑ کے مذاکرات کی طرف جائیں اور بلوچستان میں کتنے لوگ یہ دو چار دنوں سے گرفتار ہوئے ہیں مہربانی کرکے خیر سگالی کے طور پر ان سب کو رہا کرنا چاہیے۔ تاکہ مذاکرات کا ایک ماحول بن جائے وہ بھی بلوچستان کے بچے ہیں، وہ بھی ہمارے بچے ہیں، وہ بھی آپ کے بچے ہیں، ہم سب کے بچے ہیں۔ ہمیں اُس طرف جانا چاہیے ہمیں ضد اور اَنا کو چھوڑ کے بلوچستان کا سوچنا چاہیے، ہمیں اس ملک کا سوچنا چاہیے، ہمیں اپنے وطن کا سوچنا چاہیے۔ لہٰذا میری گزارش یہ ہے کہ جتنے لوگ گرفتار ہوئے ہیں اُن کو رہا کیا جائے اور مذاکرات کا دروازہ کھولا جائے اور مزید اس پر بات ہونی چاہیے۔ ضد اور انا کو ہم نے ایک سائیڈ پر رکھ لیں ہم اپنے صوبے کو دیکھ لیں، ہم اس صوبے کے مالک ہیں، ہم اس صوبے کے باسی ہیں ہم اس صوبے میں رہتے ہیں۔ اگر ضد کرنے والے تشدد کرنے والے بھی بلوچستانی بھی ہیں، مارنے والے بھی بلوچستانی ہیں، اٹھانے والے بھی بلوچستانی ہیں، غائب ہونے والے بھی بلوچستانی ہیں۔ پھر ہم سب کو مل کے بلوچستان کے لیے سوچنا چاہیے، اور ہمیں اپنے ملک کے لئے سوچنا چاہیے۔ میری گزارش یہ ہے کہ مہربانی کرکے مذاکرات کا راستہ کھلا چھوڑ دیں۔ نہیں بلکہ اس کو اور تیز کرلیں ضد اور انا کو چھوڑ کے تاکہ اس مسئلے کا حل کوئی پوزیشن پر آجائے جناب۔

جناب اسپیکر: thank you. صادق عمرانی صاحب۔ میں آپ کو بتاتا ہوں آپ بیٹھیں۔

میر محمد صادق عمرانی: (وزیر آبپاشی): جناب سپیکر! بلوچستان کی موجودہ اسمبلی یہاں کی مخلوط تین جماعتی حکومت ہے ہمیں فخر ہے کہ چیف منسٹر صاحب کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس ملک کے لئے جمہوریت کے لئے بڑی ایک طویل قربانیاں دی ہیں، پورا خاندان پورا گھر دہشتگردی کا شکار ہوا۔ جب محترمہ بےنظیر بھٹو کی آمد کراچی میں ہوئی تو ہم ساتھ تھے ڈیڑھ دو سو ہمارے بہادر پارٹی کے جیالے کارکن شہید ہوئے۔ پیپلز پارٹی دہشتگردی کے خلاف چاہے وہ بلوچستان کے اندر ہو، چاہے پاکستان کے اندر ہو۔ کوئی بھی جماعت اس دہشتگردوں کی اگر حمایت کرے گا ہم مزاحمت کریں گے اور اُن کی خلاف آواز بلند بلوچستان پاکستان کا ایک پسماندہ صوبہ ہے۔ ہمارے معزز

اراکین ایک وقت چاہے جہاں آج بیٹھے ہیں ہمارے پرانے ساتھی ہیں یہاں میں بیٹھتا تھا اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہیں۔ آج میں پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اور چیف منسٹر صاحب کی اجازت سے ہم اپوزیشن کو اور گوادر میں جو مظاہرین ہیں ہم دعوت دیتے ہیں آئیں بلوچستان کی ترقی کے لیے، بلوچستان کی خوشحالی کے لیے ہاں کہتے ہیں ہم بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کے دروازے کھلے ہیں جہاں کہتے ہیں پیپلز پارٹی اپنے چیف منسٹر کے ساتھ اپنی ٹیم کے ساتھ ہم مذاکرات کے لیے اپنی بہن ڈاکٹر صاحبہ کی خدمت میں بھی جانے کے لیے تیار ہیں یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم کسی سے نفرت کرتے ہیں۔ ہاں اُن لوگوں سے ضرور نفرت کرتے ہیں جنہوں نے گوادر میں جا کر آزادی کے نعرے لگائے۔ مجھے آج افسوس ہو رہا ہے کہ ہم سب نے یہاں کھڑے ہو کر حلف اٹھایا ہوا ہے اس اسمبلی میں کہ پاکستان کی دفاع کے لیے اس ملک کی استحکام اور سالمیت کے لیے کیا گوادر میں آزادی کے نعرے نہیں لگے؟ کیا آپ لوگ اس بات پر کسی نے بھی بولا؟ مزاحمت کی؟ مذمت کی؟ کوئی بیان دیا؟ یہ پاکستان ہے تو آپ بھی ہیں میں بھی ہوں۔ تو اس پارلیمنٹ میں کبھی آپ ہوں گے، کبھی میں ہوں گا، کبھی یہی دوست ہوں گے۔ لیکن ہمیں مل کر اس ملک کو مستحکم کرنا ہے اس بلوچستان سے دہشتگردی کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں خود جیل میں رہا ہوں 10 سال مچھ، کوئٹہ، کلی کیمپ، شاہی کلہ ٹھیک ہے ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ کسی کو جیل میں ڈالا جائے لیکن جو شخص دہشتگردی اور بندوق کی سیاست کرے گا اور اس ملک کی دفاعی قوتوں کے خلاف بولے گا، اس ملک کے خلاف اس سرزمین پر کھڑے ہو کر آزادی کے نعرے لگائے گا۔ تو پھر اسد صاحب آپ بھی ہمارے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر اُن لوگوں کی مذمت کریں۔ پیپلز پارٹی ہر اچھے عمل کی ہم حمایت کریں گے، یہ سرزمین ہماری ہے اس سرزمین کے لیے اس ملک کے لیے، جمہوریت کے لیے پیپلز پارٹی کوڑے کھائے کارکنوں نے پیپلز پارٹی نے قربانیاں دی۔ آج سرفراز بگٹی صاحب اگر چیف منسٹری کے منصب پر بیٹھے ہیں تو پارٹی کی قربانی اور جدوجہد کی وجہ سے پارٹی نے اس پر اعتماد کیا کہ اس صوبے میں امن لانے کے لیے ترقی کے لیے خوشحالی کے لیے یہاں کام کریں گے۔ ہم دعوت دیتے ہیں۔ ہم اسد کے گھر پر جانے کے لیے تیار ہیں کہ آپ role play کریں یہاں اب وہ بڑے بڑے ہمارے جو سابقہ شخصیت تھے وہ چلے گئے اب آپ اور ہم سفید داڑھی ساتھ یہاں بیٹھے ہیں۔ تو آپ اور ہم نے مل کر اس صوبے میں امن لانا ہے۔ تمام قوتوں کے ساتھ جو پاکستان کی سیاست کرتے ہیں جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں آئین پر یقین رکھتے ہیں۔ جیسے کہ اسد صاحب نے 1973ء کے آئین کی بات کی تھی پیپلز پارٹی کو فخر ہے کہ اس آئین کی بالادستی ذوالفقار علی بھٹو شہید، محترمہ بے نظیر بھٹو، مرتضیٰ بھٹو صاحب، شاہنواز بھٹو، بیگم نصرت بھٹو اور پانچ چھ سو ہمارے شہید کارکنوں نے اس جمہوریت کے لئے قربانی دی اور خود ہمارے پریزیڈنٹ جناب آصف زرداری صاحب ایک بلوچ ہیں وہ بلوچی روایت کو بھی جانتے ہیں سندھ کے روایات کو بھی جانتے ہیں پاکستان کی سیاست کو بھی جانتے ہیں وہ بھی

تشدد کا شکار رہے اس کی زبان کاٹی گئی لیکن بہادری کے ساتھ اس پارلیمنٹ کے لئے۔اس پارلیمنٹ میں آج آپ اور ہم سب یہاں موجودہ ہیں ہم چاہتے ہیں کہ یہ پارلیمانی سسٹم چلے اس ملک کے اندر جمہوریت مستحکم ہو، دہشت گردی کا خاتمہ ہو۔اور اس صوبے کی ترقی کون نہیں چاہتا ہے آپ بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ہم حکومتی بنچ پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب مل کر اس سرزمین، یہ سرزمین ہماری ہے۔ہم سب مل کر یہ سرزمین ہماری اور آپ کی ہے اس سرزمین کے اندر محبت اخوت بھائی چارہ کی فضا قائم رکھنا ہے طاقت کا مظاہرہ نہیں کرنا ہے۔اگر جمہوری انداز سے ایک کمیٹی وہ بناکے ماہ رنگ صاحبہ یا اس کی بلوچ یکجہتی کی ٹیم آجاتی سی ایم ہاؤس یا ہم لوگوں سے رابطہ کرتی کہ بھائی ہماری یہ درخواست ہے ہم احتجاج کرنا چاہتے ہیں اس ایشو پر۔شاید ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے۔ہم چلے جاتے سی ایم صاحب سے اجازت لے کے دیتے کہ بھائی یہ شیڈول ہے اُن کو اجازت دے دیں۔اب اگر ہر ایک یہاں گھر سے نکلے منہ پہ پٹو باندھا ہوا ہے۔ڈنڈے ہاتھ میں ہیں جب ڈنڈے مارو گے فورسز کو جو اس ملک کے ہیں تو ظاہر ہے پھر اُن کے پاس بھی ڈنڈا ہے۔ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ریاست کے اندر ریاست بھی طاقت کا استعمال کرے اور پولیٹیکل فورسز بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کریں۔آج پہاڑوں پر بندوق لے کر بیٹھے ہوئے ہیں جو میزائلیں وہ فائر کر رہے ہیں گولیاں مار رہے ہیں بم دھماکے کر رہے ہیں کون کر رہا ہے؟ اس سرزمین کو کس نے آگ کے شعلوں میں ڈالا ہوا ہے۔کون ہے یہاں جتنے بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں پارلیمنٹ جو جمہوری انداز سے آئے ہوئے ہیں کوئی بھی نہیں چاہتا کہ یہاں حالات خراب ہوں۔ہم ایک دفعہ پھر اس پلیٹ فارم سے میڈیا سن رہی ہے دعوت دے رہے ہیں پیپلز پارٹی کی طرف سے آئیں مذاکرات کریں ترقی وخوشحالی اور امن کے لیے اس صوبے کو کس طریقے سے چلائیں۔جب حکومت، جیسے آپ نے کہا کہ جی خزانہ خالی ہے ملک دیوالیہ ہو رہا ہے تو ظاہر ہے تو اس ملک کو دیوالیہ سے بچانے کے لیے معیشت کو بہتر بننے کے لیے آپ اور ہم سب نے مل کر ایک آواز بلند کرنی ہے۔اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ایک بہتر سے بہتر تجاویز دینی ہیں۔آپ اور ہم نے مل کر کرنا ہے۔چیف منسٹر صرف پیپلز پارٹی کا نہیں ہیں۔اِس صوبے کا چیف منسٹر ہے سب کا ہے۔اُس کے دروازے آپ سب کے لیے کھلے ہیں۔کون سا شخص ہے جو دروازہ کھول کے اُن کے آفس میں نہیں گیا۔ایک وقت تھا پچھلے دور میں یہاں چیف منسٹر صاحب کے دروازے بند ہوتے تھے۔آج سب کے لیے کھلے ہیں۔آئیں دعوت دیتے ہیں۔کھلے دل سے دعوت دیتے ہیں آئیں بیٹھیں مذاکرات کریں۔جب سی پیک ضرورت ہے ہمارے صوبے کے اٹھارہویں ترمیم پاکستان پیپلز پارٹی نے دی جو سب سے زیادہ یہاں کے قوم پرستوں کی تجاویز بھی کہ جی صوبائی خودمختیاری دی جائے۔تو پاکستان پیپلز پارٹی نے صوبائی خودمختیاری دی۔جو یہاں کے قوم پرست تنظیموں کی سیاست اس حوالے سے تھی کہ صوبوں کو خودمختیاری دی جائے۔پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ اس صوبے کے عوام کو خودمختیاری دی ہے۔مجھے بتائیں کہ 75 سالہ دور میں جو آصف علی زرداری اس صوبے کو جو خود

مختیاری اور اٹھارہویں ترمیم کے تحت اختیارات دیئے ہیں۔کون کس نے دیے کسی نے نہیں دیے یہ کریڈٹ پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے۔پیپلز پارٹی ہے آج اگر بلوچستان یونیورسٹی ہے پیپلز پارٹی نے دی۔بولان میڈیکل کالج پیپلز پارٹی نے بنا کے دی۔ٹیکنیکل کالج پیپلز پارٹی نے بنا کے دی۔آج خضدار کراچی کوئٹہ ہائی وے روڈ1973ء1974ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں بنی۔جو بھی میگا پروجیکٹ اس صوبے کے اندر بنے اس کا کریڈٹ پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے ٹھیک ہے تنقید جمہوری حق ہے لیکن مثبت تنقید ہو۔اور اُس کے ساتھ تجاویز دینی چاہیے۔یہ نہیں کہ بس ہم نے اپنی سیاست کرنی ہے اور آواز سے آواز ملانی ہے۔حقائق سے برعکس باتیں کرنی ہے۔تو دونوں طرف دیکھنا چاہیے۔دیکھیں آج حکومت کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا ریلوے گراؤنڈ کھلا ہے اپوزیشن کے لیے جس کو جو چاہے آئیں سارا دن گزاریں ہم پانی اور کھانا بھی دیں گے۔پیپلز پارٹی کھانا بھی دے گی انشاء اللہ ان کو پانی بھی پلائے گی۔اس لیے کہ ہم ان کی سوچ اور اُن کی آواز کو ان کے مسائل کو اس صوبے کے اندر حل کرنا چاہتے ہیں۔ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہاں کے حالات بگڑیں۔نہ ہماری قیادت چاہتی کہ یہاں کے حالات بگڑیں حکومت چاہتی ہے نہ وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی چاہتے ہیں کہ یہاں کے حالت بگڑیں۔یہاں کے حالات کو ٹھیک کرنے کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے۔لیکن پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگانا ضروری ہے۔پاکستان زندہ باد بلوچستان زندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you،thank you صادق صاحب۔اچھا میڈم کلثوم صاحبہ! میں آپ سے ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا آپ کا مؤقف اور آپ کی پارٹی کا لیڈر خیر جان بلوچ صاحب دے چکے ہیں تو آپ مہربانی کر کے آپ کسی اور کو موقع دیں۔جی آپ کا حق ہے میں نے آپ سے ریکوئسٹ کی ہے اگر آپ یہ موقع کسی اور کو دیں آپکی پارٹی کا مؤقف آچکا ہے۔

محترمہ اُمّ کلثوم نیاز بلوچ: جی مَیں بولنا چاہتی ہوں۔

جناب اسپیکر: جی بولیں بولیں چلیں بولیں۔

محترمہ اُمّ کلثوم نیاز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! Freedom of expression and peaceful Assembly is the right of every citizen یہ الفاظ آئینِ پاکستان کے ہیں۔تو پھر گوادر میں بلوچ یکجہتی کمیٹی کو جلسہ کرنے کیوں نہیں دیا جا رہا تھا؟ صرف اس لیے کہ گوادر ایک sensative zone ہے یا red zone ہے؟ اسلام آباد پاکستان کا سب سے بڑا ریڈ زون ہے۔لیکن وہاں جلسے ہوتے ہیں۔تو پھر گوادر کیا پاکستان کا حصہ نہیں ہے یا بلوچستان کا حصہ نہیں ہے؟ جناب اسپیکر! جب ملک ایک ہے تو دستور بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔کس طرح مظاہرین کو تنگ کیا گیا۔اُسی جلسے سے دو دن قبل امن وامان کی صورتحال پر ایک سیر حاصل گفتگو ہوئی۔اسمبلی کا اجلاس ہوا۔

لیکن ٹھیک ایک دن بعد امن و امان کی صورتحال خود حکومت نے بگاڑی یا کہ نہیں بگاڑی؟ کہ بسوں پر فائرنگ کی گئی۔ مظاہرین شرکت کے لیے پُرامن طور پر جارہے تھے اُن کے ساتھ خواتین تھیں۔ اُن کے ساتھ بچے تھے۔ لیکن گاڑیوں پر straight fire کر کے ایک خوف و ہراس کا ماحول پھیلایا گیا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور یہ کس آئین میں لکھا ہے جناب اسپیکر؟ اسی طرح خواتین نے سڑکوں پر راتیں گزاری ہیں۔ نہ ان کے ساتھ پانی تھا نہ اُن کے ساتھ کھانے کو کچھ تھا۔ ایک ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے وہ اپنے شہری کو وہ حقوق دے وہ حق دے جس کا وہ حقدار ہے۔ آپ دیکھیں طلال چیک پوسٹ پر۔ اسی طرح مستونگ میں، کیچ، کن کن ایریے میں وہ شیلنگ نہیں کی گئی۔ کتنے لوگ زخمی ہوئے کتنے لوگ شہید ہوئے۔ آپ جائیں سول ہسپتال ٹراما سینٹر میں دیکھیں کہ آج بھی ایک مریض ہے اُسکے سر پر گولی لگی ہے آج وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے کیا ریاستیں ایسی ہوتی ہیں؟ ریاست تو ماں کا کردار ادا کرتی ہے۔ کیا حکومتیں ایسی ہوتی ہیں؟ معزز معاشرے میں میں نے ایسی حکومتیں نہیں دیکھی ہیں جناب اسپیکر! BYC کے جلسے سے ایک دن قبل پورے بلوچستان میں، بلوچستان کے ہر علاقے میں، بلوچستان کے ہر شہر میں ایک زبردست قسم کا کریک ڈاؤن کیا گیا۔ 500 سے زیادہ افراد گرفتار بھی کیے گئے جبری طور پر لاپتہ بھی کیے گئے۔ اور اسی طرح ہماری نیشنل پارٹی کے مرکزی راہنما گوادر کے اشرف حسین اُس کے گھر پر بھی کل رات سیکیورٹی اہلکاروں کی جانب سے عملہ ہوا ہے۔ چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامالی کی اجازت کوئی بھی شخص نہیں دے گا چاہے اس ملک کا شہری ہو، چاہے حکومت کا ہو، چاہے اپوزیشن کا ہو اور ہم بھی نہیں دیتے۔ چار دن سے پورا صوبہ بند ہے، ہڑتال ہے، حکومت کی جانب سے ہڑتال ہوئی ہے۔ ایسا ہم نے تو کسی ڈکٹیٹر کے وقت میں بھی نہیں دیکھا ہے جناب اسپیکر! کاروبار مفلوج ہے بس مالکان پریشان ہیں اسی طرح لوگوں کو صحت کی facilities provide نہیں ہیں سکول تک بچے نہیں جا سکتے ہیں۔ آپ امن و امان کی صورتحال کو بنانے کی بجائے کیوں بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں؟ ہم یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ جتنے لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کو رہا کیا جائے۔ اور جناب اسپیکر! ہم نے پہلے دن یہ اسمبلی فلور پر واضح کیا تھا ہم بالکل حکومت کے ہر اس positive فیصلے کو ہر اس اقدام کو تہہ دل سے welcome کریں گے، نہ صرف ویلکم بلکہ ہر اس اقدام کے ساتھ ہم کھڑے ہوں گے جو بلوچستان کے عوام کے حقوق کے لیے ایک مثبت فیصلہ ہوگا۔ لیکن جناب اسپیکر! گزشتہ دنوں مظاہرین اور جلسے والوں کے ساتھ جو ہوا، مستونگ میں، کوئٹہ میں جو ہوا، ہم اِن تمام واقعات کی نہ صرف مذمت کرتے ہیں بلکہ بھرپور الفاظ میں اس کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہم پُرامن سیاست کرتے ہیں۔ ہم عدم تشدد کے پیروکار ہیں۔ ہم میر غوث بخش بزنجو کے پیروکار ہیں جو مذاکرات پر یقین رکھتے تھے۔ جو یہی کہتے تھے۔ کہ ہر مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے۔ تو ہم آج پھر سے یہی کہتے ہیں۔ اِس حکومت کو کہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو کہتے ہیں کہ خدارا! بلوچستان کے مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے

کے ذریعے حل کیا جائے تاکہ یہ جو تشدد اور نفرتوں کا ایک ماحول ہے یہ کم ہو۔ جناب اسپیکر! آخر میں یہی table-talk کہنا چاہوں گی کہ نیشنل پارٹی کے پلیٹ فارم سے اِس اسمبلی کے توسط سے یہی کہنا چاہو گی۔ کہ ہم عوام کے حقوق کا عوام کے ساحل وسائل کا، عوام کا، بلوچ عوام کی بقاء اور یہاں قوموں کا مقدمہ ہم اسمبلی کے اندر بھی جمہوری انداز سے لڑنے کے داعی ہیں اسمبلی کے باہر بھی اور بلوچستان سمیت پاکستان کے ہر پلیٹ فارم پر۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔ زاہد علی ریکی صاحب! آپ اپنی سیٹ پر آئیں۔ اگر آپ اپنے لیڈر کے اُس پر اتفاق کرتے ہیں تو آپ ٹائم کسی اور کو دے دیں یا اگر آپ بولنا چاہیں تو مہربانی کر کے پلیز۔ میڈم! آپ پرچی بجھو ایا کریں جب آپ بولنا چاہتی ہیں تو لکھ کر وہ پرچی بجھوا دیا کریں سیکرٹری کے پاس تاکہ مُجھے پتہ چلے کہ کون کون بولنا چا ہتا ہے۔

میر زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! ہمارے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب اسپیکر: زاہد علی! quickly quickly آپ اپنی بات کریں۔

میر زاہد علی ریکی: quickly جناب اسپیکر صاحب! بس only five minutes میں نے آپ سے کہا پھر بعد میں last time ظاہری بات ہے قائد ایوان صاحب بات کریں گے .three minutes sir۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے۔ اسمبلی میں بیٹھ کے ظاہری بات ہے یہاں بیٹھ کے ہم لوگ چُپ تو نہیں ہونگے بات تو کرنی ہے۔ بلو چستان کے مسئلے مسائل جو بھی ہوتے ہیں یہ جو دو تین دنوں سے یہ راجِ مُچی کا پروگرام تھا گوادر میں جناب اسپیکر صاحب! تو یہ ہر کسی کا right بنتا ہے پورے بلوچستان میں جدھر بھی جلسہ جلوس ہوا کریں لیکن پرامن طریقے سے، جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہنے کا ہمارے اپوزیشن لیڈر یونس زہری صاحب نے تفصیلی سے یہاں بات کی کہ جناب اسپیکر صاحب! پرامن احتجاج کرنا ہر آئین ہر بلوچستانی پاکستانی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنی بات اپنا ریکارڈ یہاں پیش کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ یہ جلسے جلوس ہوتے ہیں جدھر بھی ہوتے ہیں۔ تو یہ گورنمنٹ کا حق ہے جس جگہ اور جس ڈسٹرکٹ میں ہوتے ہیں چاہے وہ گوادر میں ہو، چاہے وہ واشک میں ہو، چاہے وہ تربت پنجگور میں ہو، اُن کا حق بنتا کہ اپنے آئینی جمہوری کے مطابق جلسہ جلوس کر لیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچستان کی ہے۔ ہماری بہن ہے۔ اُس نے وہاں جلسہ کیا۔ قائد ایوان صاحب میں آپ کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ بحیثیت اس سے ہٹ کے کہ آپ بلوچ ہیں۔ بگٹی قبائل سے ہیں۔ ایک مشورہ ہے۔ بحیثیت آپ کا بھائی اِس، قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے جتنے بندے بیٹھے ہیں قائد ایوان صاحب آپ ایک قبائلی سردار ہیں یہاں جتنے ایم پی ایز ہیں۔ ہر کوئی اپنی اپنی پارٹی سے آیا ہوا ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ یہ مشورہ ہے۔ میں نہیں کہتا ہوں ہر کسی کو excite کرنا ہے ٹھیک ہے نہیں۔ ڈاکٹر ماہ

رنگ سے جا کے مذاکرات کریں۔ اسٹیٹ کو وہی جو ڈاکٹر ماہ رنگ کا کیا مطالبہ ہے۔ وہ آ کے اسٹیٹ کو، گورنمنٹ کو، قائد ایوان کو آ کے بریف کریں کہ اُس کا مذاکرات اُس کی باتیں یہ ہیں۔ مذاکرات اور ڈائیلاگ کے ذریعے قائد ایوان صاحب مسئلے حل ہوں گے۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان صاحب! بیٹھے ہیں۔ اگر یہ دو تین دنوں سے جتنے بندے جیل میں ہیں۔ قائد ایوان صاحب آپ فراخدلی سے مہربانی کر کے سب کو آزاد کریں۔ ہوتے ہیں جلسے جلوس ہوتے ہیں۔ اور آج کل جناب اسپیکر صاحب! یہ سوشل میڈیا کا دور ہے۔ خود ارا قائد ایوان صاحب اس بد بخت سوشل میڈیا کو بند کریں میں کہتا ہوں۔ پورے بلوچستان میں بند کریں، یہ پتہ نہیں ہے قائد ایوان صاحب! یہ سوشل میڈیا اُٹھ رہا ہے کسی کو گالی دے رہا ہے۔ کسی کو پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہا ہے۔ اس پورا نظام کو سوشل میڈیا نے تباہ و برباد کیا ہوا ہے۔ اگر چُپ ہو جائیں تو کہتے ہیں سب سے بڑا بے غیرت یہی ہے چُپ ہے۔ اگر بات کریں۔ کہتا ہے اِس کو دیکھو کہ یہ سوشل میڈیا میں اِس نے جواب دیا۔ آدمی حیران ہے دونوں طرف سے پسے ہوئے ہیں۔ ابھی میں کہتا ہوں۔ ایک ایسا رول لائیں کہ پورا بلوچستان میں سوشل میڈیا کو بند کریں۔ وہی پرانا سا موبائل ہر کسی کے جیب میں ہو جناب اسپیکر صاحب! اس سادے موبائل سے ہر کوئی بات کرے گا۔ بس ٹھیک ہے کوئی اپنی آواز جدھر سے بھی ہو سکتی ہے۔ ہو جائے جناب اسپیکر صاحب! واجہ اسد صاحب مَیرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! ابھی جس کو گالی دی سوشل میڈیا میں۔ ہمیں بھی معاف نہیں کیا۔ اُس دن ہم آ رہے تھے اسمبلی میں تو کسی نے پوچھا کہ آپ گوادر جائیں گے کہ نہیں جائیں گے؟ ہم نے کہا بھئی! ہمارا ایک جماعت سے تعلق ہے۔ جمعیت علماء اسلام سے تعلق ہے۔ ہماری پارٹی ہمارے آئین جو ہماری پارٹی ہمیں کہی گی ہم اُسی کے مطابق چلیں گے۔ تو وہی باتیں سوشل میڈیا میں چلا کہ بھئی! یہ لوگ نہیں آ گئے ہیں۔ بھئی! کیونکہ ہم اپنے ہاتھ میں نہیں ہیں ہم پارٹی کے پابند ہیں ہم پارٹی کے پلیٹ فارم سے لڑے ہیں۔ ہم پارٹی کو اعتماد میں لیں کے جناب اسپیکر صاحب! آگے جاتے ہیں۔ باقی رہی پیپلز پارٹی کی، صادق عمرانی صاحب پرانے پیپلز پارٹی کے جیالے ہیں۔ علی مدد ہے۔ چلیں ٹھیک ہے پیپلز پارٹی میں ہمارے سی ایم صاحب ابھی آئے ہیں۔ پیپلز پارٹی میں دیکھیں ہمارے شہید بے نظیر بھٹو نے کیا کیا۔ اُن کو لا کے بندوق سے اُڑا دیا گیا' یا گُناہ کیا ہے اُس نے؟ ایک جمہوریت تھی۔ ایک پورے پاکستان میں نہیں میں کہتا ہوں پورے دُنیا میں واحد ایک لیڈر تھی۔ مگر اُن کو شہید کیا گیا ہے۔ تو دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! بات یہ کرنے تھی کہ جدھر بھی جلسے جلوس ہوتے ہیں' گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُس کو support کرے۔ وہ اخلاقی حوالے پر جو اُن کی بات کو ریکارڈ کرے، ریکارڈ کرنے کے بعد ایک دن کرے گا دو دن کرے گا تو اُس کے بعد جناب اسپیکر صاحب! ہر کوئی اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ میں یہی کہتا ہوں قائد ایوان صاحب کو' قائد ایوان صاحب! جتنا ہو سکے بلوچستان کے امن و امان کے حوالے سے' بلوچستان کا امن پاکستان کا امن ہے۔ بلوچستان ہم سب کا گھر

ہے۔اگر خدانخواستہ خدانخواستہ بلوچستان میں آگ اُٹھے گی'اِسمیں مَیں ہم سب خودانخواستہ اِس کی لپیٹ میں آئیں گے۔

جناب اسپیکر صاحب thank you

جناب اسپیکر: thank you جناب مولوی صاحب آپ نے پرچی نہیں بھجوائی ہے' بولنے کے لئے مَیں نے آپ سے گزارش بھی کی تھی کہ جو بولنا چاہتا ہے۔وہ پرچی بھجوایا کرے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ نے آخر میں بتایا۔

جناب اسپیکر: آئندہ آپ کے لئے یہ restructions ہیں کہ آپ مہربانی کریں۔اگر آپ بولنا چاہتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آئندہ میں دو دن پہلے بھیجا کروں گا۔

جناب اسپیکر: ok please جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج مُجھ سے آپ وہی سوال کر رہے ہیں جو ہر تقریر کے وقت مُجھ سے کرتے تھے۔جناب اسپیکر صاحب! آپ سے گزارش ہے جو وہی سوال جو ہر تقریر کے وقت آپ مُجھ سے کرتے تھے کہ آپ حکومت میں ہیں یا اپوزیشن میں؟ آج میری خواہش ہے کہ آپ وہی سوال کریں؟

جناب اسپیکر: ویسے اپوزیشن میں کسی نے آپ کو welcome بھی نہیں کیا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو میں welcome کے لئے نہ حکومت کی حمایت کی تھی۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): اُنہوں نے ابھی اپنا اعلان کر دیا۔میں اپوزیشن کی جانب سے بحیثیت اپوزیشن لیڈر اِن کو اپنے قافلے میں شامل ہونے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں زہری صاحب! میرے دلی خواہش تھی کہ آپ وہی سوال آپ دہراتے۔

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب آپ بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سب سے پہلے تو آج گوادر جل رہا ہے۔ہماری بہن مینا مجید ہماری بیٹی ہے ہمارے علاقے سے ہے۔وہ چلی گئی۔اُس نے گالی کی بات کی بالکل ہم اُن تمام افراد کے جو سوشل میڈیا میں ہماری بہنوں ہماری ماؤں کو جو گالیاں دیتے ہیں۔ہم اُن کی مذمت کرتے ہیں۔ہماری بہنیں، ہماری مائیں، ہماری غیرت ہے کسی کو ہم اجازت نہیں دے سکتے کہ ہماری ماں اور بہنوں کو سوشل میڈیا میں گالیاں دیں۔ہم مینا مجید کو جو ہماری بیٹی ہے ہماری علاقے سے ہے ہم اُن کی اِس بات کی بالکل تائید کرتے ہیں مذمت کرتے ہیں۔گوادر میں تین لاشیں گری ہیں۔تین ہلاکتیں ہوئی ہیں گوادر میں۔ایک تو سول نوجوان خضدار سے اُنکا تعلق ہے۔ اس کو کل شہید کیا گیا ہے۔اسی طرح دو فوجی اہلکاروں کو بھی شہید کیا گیا۔ہم تینوں کی مذمت کرتے ہیں۔قاتل جو بھی ہو، قتل فوج کرے، قتل BLA کرے، قتل کوئی تنظیم کرے، قتل

کوئی فرد کرے۔ مَیں اِس اسمبلی فلور پر سب کی مذمت کرتا ہوں کہ قتل قتل ہے۔ جو قتل کرتا ہے اُسکی ہم مذمت کرتے ہیں۔ گوادر کے لوگ گوادر میں یہ جو میں نے پچھلی سپیچ میں بھی کہا تھا میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے خود دو تین دفعہ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں۔ دو تین دفعہ رابطہ کیا اور اسی طرح وزیر داخلہ صاحب کو بھی مَیں نے بتایا ہے کہ پُر امن طریقے سے اِس کو ڈیل کریں۔ مَیں خود گوادر کا نمائندہ ہوں اور میں نے حکومت کی حمایت بھی کی تھی۔

جناب اسپیکر: Order in the House please

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سی ایم صاحب! یہ غریب کی بات بھی سُن لیں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں نے خود حکومت کی حمایت بھی کی میں نے سرفراز بگٹی صاحب کو ووٹ بھی دیا میں نے ساتھ بھی دیا۔ تعاون بھی کیا۔ گوادر میں یہ واقعہ ہوا میں بطور ایم پی وہاں کا نمائندہ ہوں، مجھ سے کسی نے پوچھا، کسی نے مجھ سے مشورہ کیا، کہ اس کو کس طرح ڈیل کریں۔ کسی نے مجھے اعتماد میں لیا کہ اس مسئلے کو کس طرح ڈیل کریں۔ کسی نے وہ مشاورت کی؟ نہیں کوئی مشاورت نہیں؟ تو طاقت کی بنیاد پر آپ کس طرح لوگوں کو، یہ پرامن احتجاج تھا، اس پُر امن احتجاج کیلئے پورا، اور دو دن پہلے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت بہتر سپیچ کی تھی اسمبلی میں امن و امان کے حوالے سے کس طرح کہ بلوچستان کی کوئی ہائی وے کل سے بند نہیں ہوگی۔ بہت بہترین۔ کوئی ہائی وے بند نہیں ہوگی۔ لیکن دوسرے دن پورے بلوچستان کی ہائی ویز میں کنٹینرز لگے ہوئے تھے۔ یہ کنٹینرز کسی سیاسی پارٹی نے نہیں لگائے تھے۔ یہ کنٹینرز صوبائی حکومت نے لگائے تھے۔ ہائی ویز بلاک کس نے کی تھیں؟ کسی سیاسی جماعت نے نہیں کیے۔ حکومت، صوبائی حکومت نے کی ہے۔ یہ ایک جلسہ تھا' جلسہ ہوتا اور ختم ہو جاتا۔ جو لوگ باتیں کرتے اور چلے جاتے لیکن اس پورا بلوچستان کو وہ اس کی وجہ سے بلاک کیا گیا اور کیا کیا چاہتے تھے؟ اور وہ اپنے لاپتہ افراد کے حوالے سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: منسٹر فار ریونیو پلیز۔ جی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وہ کیا چاہتے تھے؟ اُن کے جو مطالبات ہیں وہ سیاسی ہیں اُس سے ہمیں اختلاف ہے۔ جو نقاب پوش ہوتے ہیں' ہمیں اختلاف بھی ہے یہ کون ہیں؟ میں مخالفت کرتا ہوں کہ آپ کے احتجاج میں نقاب پوش کون ہیں؟ یہ بہت ساری بری باتوں سے ہم مخالف ہیں اُس کے۔ ہمیں بھی گالیاں دیتے ہیں۔ اب مجھے بھی گالیاں دیتے ہیں۔ گوادر کا انتخاب کیوں کیا کہ ہمیں پتہ ہے تمام مقاصد کا پتہ ہے۔ لیکن ہم مقاصد کیوں پورا کرنے دیتے۔ کیوں ہم ایسے عمل کرتے ہیں ایسے حرکتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کے مقاصد پورے کر رہے ہوتے ہیں وہ میرا حلقہ انتخاب ہے حساس علاقہ ہے۔ وہ کن مقاصد سے کام کرتا ہے۔ میں اُدھر کا نمائندہ ہوں۔ میں آپ کی حکومت کا حصہ تھا۔ حمایت کی تھی، ووٹ

دیا تھا۔کیا ہم اتنے نالائق ہیں کہ کوئی ہم سے مشورہ نہ کرے؟ ہم اتنے نالائق ہیں کہ جو کوئی ہمیں اعتماد میں نہ لیں۔اب ہمارے اندر،ٹھیک ہے ہم اِتنے بڑے عقلمند تو نہیں ہیں چھوٹی عقل تو ہے، ہزاروں لوگوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔تو ہمیں کیا کہ اتنا حق نہیں پہنچتا ہے کہ ہم سے مشورہ کریں۔کہ کس طرح ڈیل کرنا ہے۔ہم سیاسی کارکن ہیں۔سیاسی عمل کو ہم ڈیل کر سکتے ہیں۔ورنہ کل جو احتجاج ہوا اس سے بڑھ کر تین گنا بڑا احتجاج ہم نے کیا۔اس سے چار گنا زیادہ لوگ ہم نے نکالے وہاں۔وہ خواتین نکالیں۔بلوچستان کی تاریخ کے بڑے جلسے گوادر میں ہم نے کیے۔کل بھی کر سکتے ہیں۔لیکن کیا ہمیں بطور ایم پی اے گوادر کا حق نہیں پہنچتا کہ مجھ سے مشاورت کرتے۔کوئی فون کرتے بلاتے۔اعتماد میں لیتے،کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ہمیں یہ حق نہیں ہے؟ تو موبائل نیٹ ورک بند کرنا پہیہ جام کرنا اس لیے اس کی ہم مذمت کرتے ہیں،طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے۔ طاقت کے استعمال میں بلوچستان کے قبرستانیں آباد کیے ہیں۔طاقت کے استعمال نے نفرتوں میں اضافہ کیا ہے،طاقت کے استعمال میں ہمارے نوجوان چلے گئے ہیں، پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ہم لوگوں کو منتیں کر رہے ہیں،نوجوانوں کو منتیں کر رہے ہیں پہاڑوں سے اُتریں سیاسی عمل میں آجایں۔ہم نوجوانوں کے پاؤں پکڑ رہے ہیں نوجوانوں کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے ہیں کہ سیاسی عمل کی طرف آئیں۔جمہوری عمل کی طرف آجائیں۔ہمیں لوگ دھمکیاں دیتے ہیں، مجھے تین دفعہ BLA نے قتل کی دھمکی ہے۔پھر بھی ہم سیاسی عمل کر رہے ہیں پھر بھی ہم اس جدوجہد کی کیا ہمیں حق نہیں پہنچتا پھر ہم سے مشاورت کریں وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر داخلہ سب سے مشورہ کرتے۔ہم بطور حکومت کے اتحادی،ہمیں اتحادی نہ مانیں ایک تو آپ کے ماشاءاللہ طنز نے مجھے اچھا کیا اچھا فیصلہ کرنے پر مجبور کیا بار بار طنز کرتے تھے۔اور یہ مجھ پر بہت بڑا بوجھ تھا۔یہ لازم تھا مجھ پر کہ میں فیصلہ کرتا کہ خواہ مخواہ کا یہ گناہ بے لذت ہے۔گالیاں بھی پڑ رہی ہیں،اور مشورے میں شامل بھی نہیں ہیں۔اور یہ بھی پتہ نہیں میں وثوق سے کہتا ہوں بلوچستان میں جتنے فیصلے ہوئے صوبائی کابینہ کو شاید پتہ نہیں ہے۔صوبائی اسمبلی کو تو پتہ ہی نہیں ہے کیونکہ میں اس کا ممبر ہوں گالیاں ہمیں پڑتی ہیں یا کہ نہیں،لازم ہے، میں نے چوکیدار رکھا ہے بلوچستان کو امن دینے کیلئے لوگوں کو چوکیدار رکھا اپنے گھر کے لیے۔میں تنخواہ دیتا ہوں۔اور چوکیدار ہے چوکیدار کل تبدیل ہوسکتا ہے، مالک تبدیل نہیں ہوسکتا۔مالک میں اور آپ ہیں یہ ایوان ہے۔تو کیا چوکیدار کے کہنے پر میں گھر کے فیصلہ کروں گا؟ یا مالک اپنا خود فیصلہ کریں۔بیٹھیں فیصلہ کریں کہ بلوچستان کو کس طرح امن دینا ہے، امن وامان کا بحث تھا میں یہاں نہیں تھا اسلام آباد میں بھی ایک دھرنا جاری ہے بجلی کے اضافی بلوں کے خلاف۔یونٹ کے اضافے کے خلاف راولپنڈی میں۔وہ پورے بلوچستان کے پورے پاکستان کے دلوں کی آواز ہے کہ بجلی کے بل کم کیے جائیں۔

جناب اسپیکر: مختصر کریں مولوی صاحب پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ امن و امان کیوں خراب ہیں اسپیکر صاحب! میں نے ایک چوکیدار رکھا بلوچستان کی حفاظت کے لیے۔ 70 سے 80 ارب سالانہ ہم اس کو دیتے ہیں۔ پھر بھی اپنے گھر میں محفوظ نہیں ہوں۔ پھر بھی چور میرے گھر میں آتے ہیں پھر بھی ڈاکو میرے گھر میں آتے ہیں پھر بھی اغوا برائے تاوان ہے۔ پھر بھی ایک طاقت کا استعمال ہے، کیا میں اور آپ چوکیدار سے نہ پوچھیں۔ میں 80 ارب دیتا ہوں پھر بھی میرے گھر میں میری عزت محفوظ نہیں ہے۔ میں 80 ارب دیتا ہوں پھر بھی میری جان محفوظ نہیں ہے۔ دُکی میں کوئلہ والے محفوظ نہیں ہیں۔ رات کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ بتا دیں اور دن کو کچھ اور ہوتا ہے۔ رات کو کچھ اور۔ اور بھتہ لیتے ہیں کوئلے والوں سے۔ پہلوان، گوادر میں ایک ہے کامریڈ گل کے نام سے۔ کامریڈ گل کے نام سے وہاں کے کاروباری لوگوں سے بھتہ لیتا ہے اور اکاؤنٹ کہاں ہے اسپیکر صاحب! اُن کا اکاؤنٹ پنجاب کے اتحاد بینک میں ہے۔ لوگوں کو دھمکیاں دے کر۔ اور دُکی میں جو لوگوں کو دھمکیاں دیتے ہیں، پیسے مانگتے ہیں۔ اُنکے اکاؤنٹس بیرون ملک میں ہیں۔ وہ وہاں پیسے بھیجتے ہیں، میں بتا رہا ہوں کہ امن و امان کا بلوچستان میں مسئلہ کیوں خراب ہے؟ گوادر میں آج کرفیو ہے۔ تین ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ اشرف حسین صاحب ہمارے وہاں قائد ہیں وہ وہاں سیاسی قائد اور اہم شخصیت ہیں۔ ان کے گھر پر جو چھاپہ مارا گیا اس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ وہاں کا جو ماحول ہے اُس کو ہم بہتر کر سکتے ہیں، ہم ان کو اعتماد دے سکتے ہیں۔ ہم بہتر کر سکتے ہیں وہاں کے لوگ ہیں میرے کارکن، میرا علاقہ ہے میرا گھر ہے ہم اسے بہتر کر سکتے ہیں، اگر کوئی ترقی مخالف قوت آئے گی، ہم مقابلہ کریں گے، سی پیک کی حفاظت ہم کریں گے۔ آپ میرے ساتھ تو آ کر بیٹھیں۔ مجھے اعتماد تو دیں۔ سی پیک میرے بغیر، آپ سی پیک کیسے، آپ بندوق سے سی پیک کی حفاظت کریں گے۔ آپ گولی سے سی پیک کی حفاظت کر رہے ہیں۔ نہیں جب تک وہاں کے لوگوں کے میں وہاں کا حقیقی نمائندہ ہوں۔ کوئی اسٹیبلشمنٹ نے کوئی ٹھپہ ماری کے ذریعے میں نہیں آیا۔ میں وہاں کا منتخب نمائندہ ہوں۔ عوام کے دلوں کا ماہی گیروں کا نمائندہ ہوں۔ حقیقی نمائندہ ہوں گوادر کا۔ ٹھیک ہے کوئی پیسہ دولت میرے پاس نہیں ہے، کوئی ایک روپیہ میں نے خرچ نہیں کیا آپنے لوگوں کا مسئلہ میں جانتا ہوں میرا سوال ہے قائد ایوان سے کہ اتنا بڑا ایکشن گوادر میں کیا۔ تین لاشیں بیگناہ گر گئیں۔ کرفیو نافذ کر لیا۔ روڈز بند کر دیئے موبائل نیٹ ورک بند کر دیے مجھ سے کیا پوچھا مجھ سے کیا مشورہ لیا گیا؟

جناب اسپیکر: قائد ایوان کو بات کرنے دیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مَیں کہتا ہوں کہ جو ساتھیوں نے بات کی کہ جتنے لاپتہ افراد ہیں ان کو بازیاب کیا جائے یہ بلوچستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ لاپتہ افراد کا ایسا حساس مسئلہ ہے میں اس کو بھی اپنے سیاست کے لیے

استعمال کر سکتا ہوں، لوگوں نے ماضی میں استعمال کیا قائد ایوان صاحب! فنڈز لیکر کے۔ لوگ فنڈ کے لیے بھی پی ایس ڈی پی کے لیے بھی اپنے سیاست کے لیے بھی لا پتہ افراد کے مسئلے کو استعمال کرتے ہیں۔ اپنے قد کو اونچا کرنے کے لیے بھی لا پتہ افراد کے مسئلے کو استعمال کرتے ہیں تو کیوں ناں اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ کیوں ناں اس مسئلے کو سرے سے حل نہ کریں؟ ہم قاتل کے ساتھ نہیں ہیں ہم دہشتگرد کے ساتھ نہیں ہیں، بلوچستان کی آزادی کے ہم قائل نہیں ہیں ہم پرُامن جدوجہد کرنے والے ہیں۔ ہم پاکستان کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں۔ علمائے دین کے ساتھ۔ لیکن طاقت کی بنیاد پر اور یہ لا پتہ افراد کو قائد ایوان تھوڑا حل کر دیں تو مجھے بھی سیاست کا موقع نہیں ملے گا۔ اور پچھلی دفعہ کسی نے لا پتہ افراد پر دس ارب روپے لئے اس مسئلہ کو قائد ایوان حل کر دیں۔ تو یہ لا پتہ افراد کے مسئلے کو اگر ہماری ماں' اسپیکر صاحب! آپ کی بھی ماں ہے میری بھی ماں ہے ہم سب کی مائیں ہیں اُس ماں کا جو بچہ لا پتہ ہے اُسکا پاکستان وہی ہے۔ اُس ماں کا پاکستان اس کا بچہ ہے۔ اُس بیٹے کا پاکستان اُسکا ابو ہے۔ آپ لاکھ اُسکو کہیں کہ پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگائیں اُسکا بیٹا غائب ہے اُسکا پاکستان وہی ہے جو غائب ہے۔ وہی پاکستان ہے جس کا بیٹا غائب ہے اس کو واپس دلا دیں۔ آپ نے اس کو پاکستان دلا دیا۔ اُس کا ابو اُس کو دلا دیں اُس کا بیٹا اس کو دلا دیں اس کا پاکستان وہی ہے۔ اُس کی ماں اُس کی بہن جو روڈوں پر عید کے دن تڑپتی ہیں اپنے گھروں میں اپنی ماں کے ساتھ جناب سپیکر صاحب! قائد ایوان سے بھی سب سے بھی ہم اِن لا پتہ افراد کے مسئلے کو حل کر دیں۔ خصوصی کمیٹی بنا دیں جتنے لا پتہ افراد گرفتار ہوئے ہیں چند دنوں میں سب کو رہا کر دیں۔ گوادر کا ماحول بہتر کر دیں۔ انشاء اللہ گوادر میں مجھے یقین ہے گوادر کے لوگ پرامن ترقی چاہتے ہیں، گوادر کے ماہی گیر ترقی چاہتے ہیں۔ میں یہ طاقت کے استعمال کی یہ کنٹینرز والی جو پالیسی ہے جو موبائل نیٹ ورک بند کرنے والی پالیسی ہے اِس کی میں مذمت کرتا ہوں۔ اور یہ پیپلز پارٹی کی جو حکومت ہے جو جمہوری روایات کی بات کر رہی ہے تو یہ جمہوری روایات نہیں ہے۔ جس نے جلسے کرنا ہے کریں۔ اور یہ جو ہاکی والا ہے اس پر آخری بات کرتا ہوں۔ ہاکی والا جو نوٹیفکیشن ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ کے قائد ایوان صاحب۔ اُس نوٹیفکیشن میں یہ تحریر ہونا چاہیے تھا کہ جس کو احتجاج کرنا ہے ہاکی گراؤنڈ میں احتجاج کرے۔ لیکن اگر تین دن تک حکومت نہیں آ رہی ہے تو آپ جہاں چاہیں احتجاج کریں۔

جناب اسپیکر: جی.thank you, thank you.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تا کہ ہم لوگوں کو پتہ چلتا اور حکومت بھی سنجیدہ ہوتی حکومت اس لئے نہیں کہ لوگ سالوں سال گراؤنڈ میں بیٹھیں اور آپ مزے کرتے رہیں۔ اس لیے یہ نیچے تحریر ہونا چاہیے تھا کہ اگر تین دن تک ہم نہیں آئے تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ ریڈزون آجائیں' وزیر اعلیٰ ہاؤس کے گھر کے پاس آجائیں۔ جو یہ میرے پوائنٹس تھے اور آپ سے گزارش ہے کہ آئندہ بھی اسی طرح آپ ہمیں عزت دیں گے، یہ طنز نہیں کریں گے عزت دیں گے۔

جناب اسپیکر: آج آپ نے۔۔۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ کے ہم بھی احترام کرتے ہیں، آپ بھی پورا ایوان کا احترام کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: تشریف رکھیں thank you آج آپ اپوزیشن میں آئے۔ اور آپ کو ٹریژری بینچز کی بھی بھرپور حمایت حاصل رہی ہے۔thank you

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! Last میں آپ سی ایم صاحب سے مؤقف لے لیں۔

جناب اسپیکر: محترمہ فرح عظیم شاہ! صرف دو منٹ کیلئے مہربانی کرکے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں بس یہاں اپنے تمام معزز اراکین کی بات سُن رہی تھی کہ مذاکرات کے حوالے سے کہا جا رہا تھا کہ بار بار مذاکرات کئے جاتے۔ اِس دھرنے کا کیونکہ جب یہ دھرنا شروع ہوا ہے اسلام آباد سے تو میں بہت closely اِسکو watch بھی کر رہی تھی بلکہ بار بار اس دھرنے میں گئی بھی۔ اور اِس کے جو عہدیداران ہیں اُن سے میری بات چیت بھی ہوئی۔ اور آپ سب کی یاد دہانی کیلئے میں یہ بات یہاں ضرور کروں گی کہ جب اسلام آباد میں یہ دھرنا وہاں اسلام آباد میں اُنہوں نے کیا۔ تو جو کمیٹی قائم کی گئی تھی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے، اُس میں ہمارے انفارمیشن منسٹر جو نگران تھے مرتضیٰ سولنگی صاحب، بہت معتبر لوگ تھے جو اِس دھرنے کے پاس گئے، ڈاکٹر ماہ رنگ کے پاس گئے لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم بلوچ ہیں اور ہماری روایت یہ ہیں کہ جب ہمارے گھر پر کوئی قاتل بھی چل کے آتا ہے تو ہم اُسے بھی معاف کر دیتے ہیں۔ گو کہ اُس کمیٹی کی طرف سے باقاعدہ طور پر مرتضیٰ سولنگی صاحب نے مجھے کال کی۔ اور اُنہوں نے کہا کہ ہم وہاں گئے تو ہیں لیکن جس طریقے سے ہمارے ساتھ بدتمیزی کی گئی ہے۔ تو اب ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم دوبارہ وہاں چلے جائیں۔ تو مذاکرات کی بار بار دعوت دی گئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا معزز اراکین جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اُنہیں بھی یاد ہے کہ ابھی کچھ دن پہلے ہی تمام لیڈیز پارلیمنٹیرینز نے بھی ایک پریس کانفرنس کی تھی ہم نے بار بار انہیں دعوت دی ہے مذاکرات کی لیکن ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ اِن کا ایجنڈا کیا ہے۔ جب بھی بلوچستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو اِس قسم کے barriers لاکر کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہاں میں ایک اور بات کہوں گی کہ بہت ایسی ویڈیوز ہیں، جب سریاب میں یہ دھرنا ہوا۔ تو لوگوں کی گاڑیاں توڑی گئیں۔ لوگوں کے گھروں پر پتھراؤ کئے گئے۔ ہم بھی لیڈرز ہیں، ہم بھی پولیٹیکل لیڈرز ہیں۔ اور بہت عرصے سے politics کر رہے ہیں یہاں۔

جناب اسپیکر: thank you.

محترمہ فرح عظیم شاہ: لیکن positive politics کر رہے ہیں۔ وہ politics کر رہے ہیں جو ملک اور قوم

کے حق میں بہتر ہے۔ یہ جھوٹی سیاست کا بالکل ہی اجازت بالکل نہیں دی جائیگی۔اور یہاں میں آپ سے یہ بھی بات کرنا چاہوں گی کہ جس طریقے سے گوادر میں یہ دھرنے ہوئے وہ ویڈیوز موجود ہیں۔جس میں پاکستان مخالف نعرے لگائے گئے ہمارے اداروں کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے بار بار دعوت دی اور on the floor دعوت دی لیکن اُن کا ایجنڈا ہی کچھ اور نظر آتا ہے۔آپ کو میں یہاں بتاؤں بلوچستان کیا چاہتا ہے؟ بلوچستان کے عوام امن چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام روزگار چاہتے ہیں ہم سہولیات چاہتے ہیں ہیلتھ کی، ہم اچھی تعلیم چاہتے ہیں۔اور یہاں ایک بہت بڑی خوشخبری ہے بلوچستان کیلئے ہمارے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں 30 ہزار کے قریب یوتھ ہمارے بچے اور بچیوں کو ہم ووکیشنل ٹریننگ سینٹرز میں بھیج رہے ہیں ہم باہر کے ممالک میں اُنہیں نوکریاں دے رہے ہیں۔تو یہاں سیاست ضرور کریں لیکن وہ سیاست کریں جو ہمارے بلوچ، ہمارے بلوچستان، ہمارے پاکستان کیلئے سب سے بہتر ہو۔اور یہاں میں ایک بات ضرور کروں گی کہ یہ جو سوہنی دھرتی ہے اِس کے پیچھے وردی ہے۔اور ایک بات ضرور کہہ کے اختتام کروں گی کہ یہ دھرتی ماں ہے،ہم سب کی، یہ پرچم ماں کی چادر ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you۔لیڈر آف دی ہاؤس۔ چیف منسٹر پلیز۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر! .before I start اور میں یہ پوری جو situation ہے اِس بلوچستان میں، پورے بلوچستان میں تو نہیں، ہمارے دو اضلاع یا تین اضلاع میں جو develop ہوئے ہیں اُس کے بارے میں بتاؤں۔ پہلے مجھے on the floor یہ کہہ دینے دیجئے کہ----

(خاموشی اذان عصر)

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ مجھے پہلے اس Floor of the House پر Asad Baloch Sahib is like a brother to us وہ بہت ایک seasoned Politician ہیں۔ میں condemn کرتا ہوں اُن الفاظ کو کہ جو ایک سوشل میڈیا پر اُنہوں نے یقیناً کہیں دیکھیں ہوں گے، کہ ماہ رنگ صاحبہ کے بارے میں کوئی ایسی بات، یہ سیاہ کاری اور یہ، اِن الفاظ کی ہم پورا ہال مذمت کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ جو فیمیل پارلیمنٹیریز کے بارے میں مینا بلوچ صاحبہ کے بارے میں، فرح عظیم شاہ صاحبہ کے بارے میں اور باقی ہماری جو فیمیل پارلیمنٹیریز ہیں اُنکے بارے میں جس منظّم انداز سے BYC کے ٹالرز نے ایک پروپیگنڈہ کیا ہے اور اُنکی تذلیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے گالم گلوچ کی گئی ہے۔اُس کی بھی پورا ایوان شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو اشرف صاحب ہیں گوادر سے وہ ہمارے بھی دوست ہیں اور ایک پولیٹکل راہنما ہیں۔ ہم مکمل تحقیقات کریں گے کہ اُنکے گھر کے اندر یہ جو واقعہ ہوا ہے، یہ کس طرح ہوا ہے۔کیا اُنہوں نے کسی violent protestor کو پناہ دی

تھی یا ویسے ہی گیا' تو ہم اُس کی مکمل تحقیقات کر کے نیشنل پارٹی اور باقی دوستوں کو on board لیں گے۔ ہم کسی بھی راہنما' پولیٹیکل راہنما کو جو پُر امن رہنا چاہتا ہے' ہم اُن کے خلاف کسی قسم کی کارروائی پر یقین نہیں رکھتے۔ جناب اسپیکر! اَب میں چند ایک تاریخی حقائق جس کا اسد بلوچ صاحب نے ذکر کیا' ضروری ہے کہ ہسٹری کو صحیح کیا جائے۔ جناب اسپیکر! یہ جو پارٹیشن کے وقت الحاق تھا اسٹیٹ آف قلات کا۔ جس طرح اُنہوں نے خود فرمایا کہ قلات اسٹیٹ وڈھ سے شروع ہو کر سریاب پر ختم ہوتی تھی۔ باقی برٹش بلوچستان کی اپنی ایک ہسٹری ہے۔ باقی جو اسٹیٹس تھیں اُن کی اپنی ایک ہسٹری ہے۔ اور آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ creation of Pakistan اور انڈیا ہوئی ہے۔ یہ برٹش پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے ہوئی ہے۔ اور اُس ایکٹ میں یہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے اِن اسٹیٹس کے بارے میں چاہے وہ انڈیا میں ہیں۔ یا وہ پاکستان میں ہیں اُنکو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ آزاد حیثیت اپنی برقرار رکھیں۔ اُن سے یہ کہا گیا کہ یا تو آپ انڈیا کے ساتھ شامل ہوں یا پاکستان کے ساتھ۔ پاکستان کے ساتھ جو اسٹیٹس شامل ہوئیں' اُس کے بعد خان قلات نے Inside Balochistan جو اُنکی آٹو بائیوگرافی اُن کی اپنی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اور اُن کا اُنہوں نے حوالہ خود دیا کہ وہ کس طریقے سے شامل ہوئے۔ جس معاہدے کی بات کی جارہی ہے۔ 1973ء کے آئین کے بعد کسی قسم کا پُرانا معاہدہ برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ 1973ء کے آئین کے بعد خان احمد یار خان جو اُس وقت خان آف قلات تھے' وہ فیڈریشن کا نمائندہ یہاں بنے۔ یہاں آ کے اُنہوں نے گورنر کی حیثیت سے خدمات انجام دیئے۔ تو ہسٹری کو تھوڑا صحیح کرنا ضروری تھا۔ اِس کے بعد جو ذکرِ خیر ہوا میں زیادہ باتوں کو اور rebutton میں بالکل believe نہیں رکھتا۔ ہم سب آنریبل ممبرز کا اپنا ایک point of view ہے اُن کا اپنا حق ہے وہ اپنا point of view دیں۔ لیکن کچھ چیزیں ریکارڈ کا حصہ بنانے کیلئے ضرور کہنی ہوتی ہیں برطانیہ کا ذکر کیا ساتھ ساتھ ہندوستان کا بھی ذکر کر لیتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے میڈیا نے جس طریقے سے اِس کو اُٹھایا ہے اِن سارے incidence کو کہ ہندوستان کے میڈیا یا انگلستان کے سینیٹرز یہ انگلستان کے میڈیا یہ جب ہمارے پنجابی بھائی قتل ہوتے ہیں تب کیوں کوئی بات نہیں کرتا؟ جب بلوچ کو مخبر کے نام سے قتل کیا جاتا ہے تب کوئی کیوں بات نہیں کرتا؟ جب یہاں سے شابان سے 11 پنجابیوں کو بیدردی کے ساتھ اغوا کر کے آج تک رکھا ہوا ہے۔ اُس وقت ہمارے دوست کیوں جذباتی نہیں ہوتے؟ اب میں آتا ہوں گوادر پر۔ کچھ عرصہ پہلے ہمارا بھائی BYC کے ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ صاحبہ کے ساتھ، جس کو ہم بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اُن کے ساتھ حکومت کا ایک written agreement ہوا ہے حضور۔ اُس ایگریمنٹ میں انہوں نے یہ مانا ہے تسلیم کیا ہے right to assemble جس طرح میری بہن نے کہا constitution right to assemble جی constitution مجھے یہ right دیتا ہے وہی constitution یہ right دیتا ہے reght to assembled

to organize that assemble اور وہ اُنہوں نے ہمارا right لکھا ہوا ہے مانا ہے۔ ہمارے ساتھ ایگریمنٹ کیا ہے کہ آج کے بعد ہم جب دھرنا دیں گے جب ہم جلسہ جلوس کریں گے ہم آپ permission لیں گے آپ اس کو organized کرنے کا حق رکھتے ہیں ہم نے کیا کہا ہے ان سے ہم نے یہ کہا ہے گوادر والا جلسہ جا کر پشین میں کرلیں؟ ہم نے اُن سے یہ کہا ہے کہ گوادر والا جلسہ جا کر ڈیرہ بگٹی میں کرلیں؟ نہیں جناب اسپیکر! ہم نے جب ان کے ساتھ negotiate کیا تو ہم نے ان کو initially کہا کہ آپ تربت میں یہ جلسہ convert کریں آپ پہلے یہ selection of Gwadar کیوں سب سے زیادہ لوگ تو کوئٹہ میں موجود ہیں بلوچستان کا centre point خضدار بنتا ہے جہاں سارے بلوچ علاقے ہیں۔ وہاں کیوں نہیں۔ یہ ایک کھونے میں جا کر کیوں جلسہ کا سوچا گیا اور 28 جولائی جب گرمیاں ہیں اس وقت کیوں سوچا گیا یہ جلسہ August because کے مہینے میں آپ کا بہت بڑا foreign delegation is coming to Gwadar اور پھر گوادر کا پھر سیکنڈ فیز ہے سی پیک کا وہ شروع ہونے جا رہا ہے تو ہم نے ان سے initial جو مذاکرات کیے ہم نے کہا آپ تربت میں کرلیں انہوں نے کہا نہیں جی ہم تربت میں نہیں کرتے۔ ہم نے کہا اچھا ٹھیک ہے تربت میں نہیں کرتے ہیں تو گوادر میں جی جیگا ہے وہاں کرلیں اس پر وہ agree نہیں ہوتے کہ ہم صرف Marine port پر کرتے ہیں پھر آپ نے permission کس چیز کے لیے تو جب میں آپ سے permission لوں بولنے کی اور آپ مجھے ناں کریں میں پھر بھی بولوں پھر permission کس چیز کی رہ گئی پھر انہوں نے permission مانگی کس چیز کی؟ جہاں constitution آئیں repeat جناب اسپیکر! جہاں constitution right to assemble ہر citizen کو دیکھا ہے مجھے organize کرنے کا حق دیتا ہے پھر جس طریقے سے یہ سارے لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ پرامن، یہ پرامن لوگ مول کیوں کرتے ہیں؟ یہ پرامن لوگ منہ کیوں چھپاتے ہیں؟ یہ پرامن لوگ ایف سی کے پر فائرنگ کیسے کرلیتے ہیں؟ ان پرامن لوگوں کی فائرنگ اور اُن کے تشدد سے آج last night شبیر جو سبی کے رہنے والے تھے شہید ہوگئے ایک لیفٹیننٹ نے اپنی آنکھ ضائع کردی۔ یہ کہاں سے پرامن ہیں؟ جناب اسپیکر! understand کرنے کی ضرورت ہے کہ میں نے اپنی پچھلی speech میں بھی کہا تھا کہ پاکستان کے اُوپر ایک منظّم سازش کے تحت intelligence driven war چلائی جارہی ہے اور اُس intelligence driven war کو delebrately یا ناسمجھی کے ساتھ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جو political class ہے وہ بھی سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں آپ اپوزیشن کے دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ آگ پر تیل چھڑکنے کے بجائے آئیں میں آپ کو اختیار دیتا ہوں مذاکرات کریں۔ میں آج بھی اپنے دروازے مذاکرات کے لیے

کھولے ہیں لیکن کیا بلوچستان کی political parties صرف اِس لیے رہ گئی ہیں حکومت کے ہر اس اقدام کو جو لوگوں کی بہتری کے لیے اُٹھایا گیا ہے کیا constitution مجھے اجازت نہیں دیتا؟ کہ میں ان لوگوں کی حفاظت کر سکوں جو پرامن شہری ہیں؟ کیا لوگوں کے جتھوں کو یہ اجازت دے دی جائے کہ یہ جتھے آ کر اسمبلی چلانا شروع کر دیں؟ جتھے آ کر حکومت چلانا شروع کر دیں؟ جناب اسپیکر! جتھوں کی اور یہ violent لوگوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہیں کونسی حکومت چاہتی ہے کہ اپنے لوگوں پر سختی کرے؟ کونسی نیک نامی ہم کو ملتی ہے میں agree کرتا ہوں آپ سے کہ ہم اپنا political capital lose کر رہے ہیں لیکن کیا political capital کے cost پر میں state کو نقصان پہنچانا شروع کر دوں؟ جو ہماری political جماعت ہیں بلوچستان میں کر رہی ہیں صرف اس وجہ سے knowingly کہ پاکستان کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہو رہی ہے despite that وہ آ کر اخبارات میں وہ بیانات دیتے ہیں اور ہمیں جب اکیلے ملتے ہیں تو ان کی باتیں different ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ وہ اپنا political capital lose نہیں کرنا چاہتے تو میں تو state کی خاطر اپنا political capital lose کرنے کے لیے تیار ہوں پاکستان پیپلز پارٹی کا کہا جا رہا ہے، پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ سے جمہوریت پر believe کرتی ہے ہمارا بدلہ ہی democracy ہے ہم نے بی بی شہید کے بدلے کے لیے یہی کہا کہ democracy is the best revenge تو democracy کو جو یہ اجازت دیتے ہیں democratic norms یہ مجھے اجازت دیتا ہے کہ بحیثیت حکومت جو لوگ پرامن ہیں ان کی حفاظت کر سکوں اُن کے بچے آرام سے اسکول جا سکیں۔ کیا محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کے ٹائم پر افغان citezen نے جو اسکول کے بچے اغوا کیے تھے پشاور سے اور پھر اُس کو اسلام آباد لائے تو کیا محترمہ بینظیر بھٹو نے اُن کے خلاف آپریشن نہیں کیا؟ کیا نصیر اللہ خان بابر نے کراچی کو صاف نہیں کیا؟ کیسے صاف کیا۔ کیا جو لوگ violent ہیں انکو آپ ہار پہنا کر پورا پاکستان صاف کریں گے؟ جناب اسپیکر! بلوچستان کے لوگ اب یہ سمجھ چکے ہیں کہ اُن کی ترقی پاکستان کے ساتھ ہے۔ پاکستان کے constitution میں ان کو ہمیشہ سے عزت ملی ہے۔ میں آج پھر repeat کرتا ہوں کہ آج صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک بلوچ ہے۔ تو بلوچ کو اور اس ملک میں drive through کرنے کی rise کرنے کی opportunity اور کہاں سے ملے گی؟ جناب اسپیکر! میں 100% یہ سمجھتا ہوں اور میں آج warn کر رہا ہوں پورے بلوچستان کے لوگوں کو کہ وہ legitimate voices کیا آج بشیر زیب آ کر جناح روڈ پر کھڑا ہو سکتا ہے؟ تو بشیر زیب کے لیے کسی نے legitimate بننا ہے وہ آپ ہو سکتے ہیں وہ میں ہو سکتا ہوں کوئی اور ہو سکتا ہے تو ہمیں اس کو identify کرنا پڑے گا ہم اس کی legitimate voice کے چکر میں پرامن کے چکر میں بالکل، اگر پرامن رہنا

تھا تو آپ تربت میں جلسہ کر لیتے کیا مسئلہ تھا؟ حکومت یہاں offer کر رہی تھی کہ آپ تربت میں جلسہ کریں we will provide all the facilities آپ گوادر میں جیگا نا جا کر جلسہ کر لیں ہم آپ کو provide کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ intentions ہیں میں نے آپکو جلسے سے پہلے اُن کے intentions بتا دیے جناب اسپیکر! ان کے intentions اس جلسے کے پرامن نہیں تھے۔ اُن کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ sabotage کیا جائے اُن تمام activities کو جس سے بلوچستان کے لوگوں کی بہتری ہو۔ پاکستان پر اور بلوچستان کی اپنی frugalities کو اگر آپ سامنے رکھیں تو تین قسم کے حملے ہو رہے ہیں میڈیا سوشل میڈیا، بالکل میں agree کرتا ہوں جناب زاہد علی ریکی صاحب کے ساتھ کہ سوشل میڈیا اس حد تک یہاں بے لگام ہو چکا ہے کوئی defamation کے laws نہیں ہیں کوئی آپ کو defame کرتا ہے اس کو آپ عدالت میں نہیں لے کر جا سکتے جس کا جو جی چاہتا ہے کہہ دے۔ ایسے ہی بیٹھے بیٹھے کہیں دیتے ہیں کہ پورا بلوچستان، سبی ڈویژن کے ساری روڈز کھلی ہوئی ہیں رخشان ڈویژن سارا کھلا ہوا ہے ژوب ڈویژن سارا کھلا ہوا ہے لورالائی ڈویژن کھلا ہوا ہے، ہمارے جتنے لوگ ہیں تمام اضلاع میں آرام سے زندگی چل رہی ہیں ہم بیٹھے بیٹھے یہاں ایک statement دیتے ہیں کہ پورے بلوچستان میں یہ ہو رہا ہے۔ جس طرح میرے فاضل دوست نے ذکر کیا جی پانچ دفعہ فوج کشی ہوئی، کب ہوئی ہے حضور؟ کہاں ہوئی ہے؟ کیا ایک ضلع میں آپ اگر 1948ء کا دیکھیں قلات میں معمولی سا وہ بھی پھر خان قلات نے خود handle کیا کچھ عرصے کے لیے فوج نے پیرا ملٹری آپریشنز بلوچستان کے اندر sweepic statement قلات کو جب فوج گئی تھی ڈیرہ بگٹی کے لوگوں کو پتہ تھا؟ پنجگور کے لوگوں کو نہیں پتہ تھا۔ جب 1970ء میں آپریشن ہوا تھا صرف خضدار، قلات اور کوہلو تک تھا، بارکھان کے لوگوں کو نہیں پتہ تھا کوہلو میرا ہمسایہ ہے نواب صاحب ابھی تشریف رکھے ہوئے تھے کہاں باقی ڈیرہ بگٹی میں کچھ ہو رہا تھا۔ اُس کو بھی ہم نے پورا بلوچستان declare کر دیا ہم نے history بھی اپنی مرضی کی گاڑلی، پاکستان کی ایک خوبصورت story ہے یہاں بلوچستان سے unfortunately جناب اسپیکر there is no story teller اور جب وہ story telling کیجاتی ہے تو بڑی آسانی کے ساتھ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو بات ٹھیک نہیں ہے یہ تو intellegance agencies تو کیا RAW کے ایجنٹ بن جائے؟ کیا MOSSAD کے ایجنٹ بن جائے؟ اپنی intellegence agencies کو support نہ کریں کیا؟ اگر وہ ہماری support کر سکتی ہیں law and order کی situation بہتر کرنے میں تو ہم کیوں ناں ان کو support کریں؟ جناب اسپیکر! آج FC کو ہم نے requisite کیا ہے کسی اور نے تو نہیں کیا ہے آپ کی صوبائی حکومت نے کیا ہے اور یہ پہلی صوبائی حکومت ہے جس نے کیا ہے؟ نہیں جناب اسپیکر! اِس سے پہلے جتنی صوبائی حکومتیں گزری ہیں سب نے requisite کیا ہے اُس

آزاد کی BLA پہلے ابھی تھوڑی دیر ہیں اُٹھا رہے لاشیں پر بنیاد کی روزانہ وہ میں requisition ایک statement آیا ہے جس میں اُنہوں نے مجھ پر حملہ کرکے دو جوان جو ہیں وہ شہید کیے ہیں کس کے لیے یہ یہ قربانی دے رہے ہیں؟ یہ security forces کو اور عوام کو آمنے سامنے لانے والا کون ہیں؟ کیوں نہیں تربت میں یہ جلسہ کیا گیا؟ کیوں نہیں جیڈا میں یہ جلسہ کیا گیا؟ مقصد اِس کا یہی تھا کہ آپ گوادر میں جائیں 40-30 ہزار لوگ اکھٹا کریں اور پھر ابھی کہیں دینا اگر اُس وقت کہیں دیں تو پھر یہ لوگ کہتا ہے کہ جی وہ تو پر امن بیٹھے ہوئے ہیں۔ سارے گوادر کو pack کر دیں؟ سی پیک کی activities کو روک دیں Chinese activities کو روک دیں جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہیں تھوڑی ہے اچھی ہے بری ہے اُن کو روک دیں اور اس کے بعد کہہ دیں کہ جی ہم تو پر امن بیٹھے ہوئے ہیں۔ کل آپ کو اسمبلی سیشن نہ کرنے دیں اِدھر آ کے ایک جھتا اور کہے جی میں تو پر امن بیٹھا ہوں۔ مَیں تو آپ کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ تو جناب اسپیکر! ہمیں ground realities کے ساتھ جانا پڑے گا حکومت آج ایک بار پھر اعلان کرتی ہے کہ ہمارے مذاکرات کے دروازے کُھلے ہیں جو دوست اپوزیشن میں سے کردار ادا کرنا چاہتے ہیں آ جائیں میرے پاس ہم اُن کو کردار بتاتے ہیں وہ جائیں اور کردار ادا کریں کہ وہ جا کے بات کریں اسد بلوچ صاحب بات کریں ڈاکٹر مالک صاحب کی جماعت بات کرے، JUI بات کرے ہم تو تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ آئیں آپ ہمارے ساتھ مذاکرات کر لیں۔ ہمارا صرف ایک موقف ہے جناب اسپیکر right to assemble جس کسی کا بھی حق ہے right to organize ہمارا حق قبول کرنا پڑے گا حکومت کو یہ اختیار دینا پڑے گا۔ اِس اختیار کے لیے جو بھی اختیار مانتے ہیں مَیں اختیار دینے کے لیے تیار ہوں، جائیں بلوچی جرگہ لے کے جائیں لوگوں سے مذاکرات کریں ہماری طرف سے آپ کو مکمل اختیار ہے۔ سوائے ایک اختیار کے کہ ہم اپنا یہ right نہیں دیں گے کہ right to assemble اُس کو organize کرنا ہماری ذمہ داری، ہاں ہماری طرف سے زیادتی ہو جاتی ہے اگر ہم کہتے ہیں کہ جی آپ تربت میں گوادر میں نہ کریں اور آپ پشین میں جا کے کریں آپ جا کے کوہلو میں کریں، آپ جا کے موسیٰ خیل میں کریں ہم تو آپ سے کہہ رہے ہیں اُسی ڈسٹرکٹ میں ہم آپ کو جگہ دے رہے ہیں۔ گوادر کے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مَیں آخر میں ایک بار پھر، میں نے Honourable Minister for Home کے ذمہ لگایا تھا بالکل مولانا صاحب آپ کی بات دُرست ہے میں on the floor آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ آپ سے مشورہ نہیں کیا گیا۔ آپ وہاں کا نمائندہ ہیں آپ وہاں کا حقیقی نمائندہ ہیں آپ سے بالکل بات کرنی چاہیے تھی آپ کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا غلطی حکومت سے ہو سکتی ہے تو ہم اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہیں اِس بات پر۔ لیکن ساتھ ساتھ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ جناب اسپیکر! جس انداز کے ساتھ violence آخر یہ جو violence کا ایک بازار گرم ہے اس سے لوگوں کو شہید کیا جا رہا ہے اُس پر یہ اسمبلی

کب جذباتی ہوگی؟ پنجابیوں کے قتل پر کب جذباتی ہوگی؟ اِن کے اغوا پر کب جذباتی ہوگی؟ کیا ہم نے اسمبلی سے ابھی کوئی ایک resolutions پاس کرائی ہے جو 11 لوگ آج بھی اُن کے قبضے میں ہیں۔ جناب اسپیکر! ایک کی وائلڈنگ کی دُکان ہے ایک کی کولر کی دُکان ہے ایک کی ایزی پیسہ کی دُکان ہے۔ سب اِنتہائی غریب لوگ ہیں گناہ اُن کا کیا ہے؟ کیا constitution یہ نہیں کہتا کہ پنجابی گوادر میں کاروبار کرسکتا ہے یا بلوچ جا کے لاہور میں کاروبار کرسکتا ہے؟ تو constitution کا ایک لمحہ ہم سب کو یاد ہے اُس پر ہم سب جذباتی تقریریں کرتے ہیں لیکن اُس violence کے against ہماری جونیت ہے مجھے کبھی کبھار تو اُس پر بھی شک ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان اب مزید violence کا متحمل نہیں ہوسکتا writ of the state, writ of the Government, this is more important۔ بالکل مولانا صاحب! میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں جہاں ہم نے آپ کی ground کو declare کیا ہے وہ ہم بالکل یہ لکھیں گے نہیں جی کہ حکومت جائے گی حکومت بار بار اپنے لوگوں کے پاس جائے گی حکومت کا مقصد ہی لوگوں کے ہاتھ سے winning mine ہیں تو ہم کون سی حکومت کمبخت یہ چاہے گی کہ اپنے لوگوں کے ساتھ دستِ گریبان ہو، لیکن لوگوں کا intention دیکھنا پڑے گا آپ کو کہ لوگوں کا intention ہے کیا؟ اُن کا intention آپ کا جو کمرشل شہر ہے آپ کا جو international شہر ہے اچھا یا برا جتنی مرضی debate کر لیں کہ سی پیک سے کیا ہوا نہیں ہوا قوموں کی تاریخوں میں قومیں ایسی mud میں چل رہی ہوتی ہیں اور یہ پاکستان ایک mud میں چل رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اِس mud سے نکل آئے گا۔ لیکن جب نکلے گا تو بلوچستان ہی سے نکلے گا اور بلوچستان کا پتہ ہے آج internationa سازشیں ہورہی ہیں لوگوں کو پتہ ہے جو آپ کو کمزور کرنا چاہتے ہیں جو آپ کو destabilized کرنا چاہتے ہیں جو خدانخواستہ پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں اُن کو پتہ ہے کہ بلوچستان is the battle field اُس میں وہ آپ کے narrative میں آپ کے against اُس میں violence پر بندوق اُٹھا کے آپ کے against اور پھر تیسرا ہے social maneuvering ہے کہ آپ subversion کریں آپ لوگوں کو اُکسائیں، لوگوں کو ریاست کے خلاف اُکسائیں، میں بار بار یہاں کہتا ہوں کہ ہماری وجہ سے حکومتوں کی وجہ سے اگر کوئی state اور نوجوان کے درمیان ایک distance آ گیا ہے ہم نے اُس distance کو کم کرنا ہے good governance کے ذریعے کرنا ہے اور اُس کے لیے ہم کوشاں رہیں گے اُس کے لیے اپوزیشن ہمارا ساتھ دے ہم پر تنقید کرے مثبت تنقید کرے ہمیں راستہ دیکھائے ہماری رہنمائی کرے اُس good governance سے ہم عام بلوچستانی کو گلے لگا سکتے ہیں اور وہ ہم اِنشاء اللہ تعالیٰ کریں گے اور کر رہے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ overnight یہ ساری چیزیں ٹھیک ہو جائیں۔ overnight چیزیں ٹھیک نہیں ہوں گی atleast

ہم directions set ضرور کر رہے ہیں کہ this is the direction آنے والوں کے لیے direction set کر رہے ہیں ہم کوئی دعویٰ نہیں کریں گے ہم یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیں گے۔ ہم یہ دعویٰ ضرور کر رہے ہیں کہ ہم atleast direction set کر رہے ہیں۔ اور بلوچستان پاکستان کا سب سے اہم اور خوبصورت صوبہ ہے بلوچستانی سب سے زیادہ محبّ وطن ہیں ایک مخصوص ٹولہ ریاست اور لوگوں کے درمیان ایک فاصلہ قائم کرنا چاہتا ہے وہ social maneuvering سے کرنا چاہتا ہے وہ social media کی campaign سے کرنا چاہتا ہے وہ violence سے کرنا چاہتا ہے ہم تینوں کو condemn کرتے ہیں ان تینوں کے against یہ حکومت کھڑی رہے گی ہم بالکل کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیں گے۔ چاہیے اُس کے لیے ہمیں جو بھی measures لینا پڑے ہم کوشش کریں گے ہم نے پوری کوشش کی اِس پوری crisis میں کہ صرف دو آرڈرز تھے ہمارے، کہ آپ کہیں پر بھی گولی نہ چلے، کوئی گولی سے نہ مرے آج بھی یہ تحقیقات ہونے جا رہی ہے جن کا ذکر مولانا صاحب نے کیا جو لوگ مرے ہیں وہ جو calibre ہے جو گولی کا وہ تو ہماری فورسز use نہیں کرتیں تو بیچ میں وہ لوگ بھی تو ہیں جو لوگوں کو اُکسانا چاہتے ہیں میں نے آپ کے floor of the house پر کہا کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اُن کو لاشیں چاہئیں اُن کو لاشوں کی politics چاہیے ہم لاشوں پر politics نہیں کرنے دیں گے ہم بلوچستان کو پرامن رکھیں گے بلوچستان کی سڑکوں کو پرامن رکھیں گے۔ بار بار میں آپکو اِس فلور پر ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کئی دفعہ اپوزیشن کے دوستوں سے کہہ چکا ہوں، میڈیا کے توسط سے کہہ چکا ہوں who so ever want to talk to us, who so ever he is we are ready for that. State of Pakistan is ready, Government of Balochistan is ready, Government of Pakistan is ready but ہم اِجازت نہیں دے سکتے کہ آپ لوگوں کی قتل وغارت جاری رکھیں اور پھر لوگوں کی جب قتل وغارت ہوتی ہے میرا جو دُکھ ہے وہ دُکھ یہ ہے کہ اگر اِس طرف سے کچھ ہو جائے حکومت کی طرف سے ایک لاٹھی چل جائے اُس پر تو جو rection ہے وہ بہت زیادہ ہے اور جو اگر اُن کی طرف سے violence ہو رہا ہے جو قتل وغارت ہو رہی ہے اِس لڑائی میں total جناب اسپیکر! ابھی تک جو دعویٰ آتا ہے BLA کا militants کا اُن کی جو killings ہیں وہ 400 کے قریب ہیں اور اُنہوں نے جو killings کی ہیں وہ میں that is more than 4 thousand security forces کے علاوہ بات کر رہا ہوں جو innocents شہری مارے گئے ہیں اُن کی حفاظت کی ذمہ داری کس کی تھی؟ پروفیسر کیانی صاحب کو جب یہاں بے دردی سے مار دیا گیا اُس کی حفاظت کی ذمہ داری کس کی تھی؟ پروفیسر ناظمہ طالب کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا اُس کی ذمہ داری کس کی تھی؟ کیا حکومتوں کی کیا ریاست کی نہیں تھی؟ ریاست ظالم کے ساتھ کھڑی ہو یا مظلوم کے

ساتھ، کم سے کم ہماری حکومت مظلوم کے ساتھ کڑی ہوگی۔ کسی صورت ہم ظالم کے ساتھ نہیں کھڑے ہونگے۔ آخر میں ایک بار پھر ابھی جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ دوسری طرف سے کوئی بھی زخمی نہیں ہے کوئی پولیس والا 16 ایف سی کے جوان زخمی ہیں 2 ایف سی کے، ایک آفیسر کی آنکھ ضائع ہوگئی لیفٹیننٹ، نیا commissioned، ڈاکٹر صاحب، نوجوان وہ ایک آنکھ اُس کی ضائع ہو چکی ہے اور اِسی طرح پولیس کے کئی جوان زخمی ہیں کئی لیویز والے زخمی ہیں وہ کیا ہیں؟ وہ اِنسان نہیں ہیں؟ کیا اُن کو condemn نہیں کیا جا سکتا؟ مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں مولانا صاحب کا کہ اُنہوں نے violence دونوں violence کو condemn کیا ہے۔ ہمارے ہاں یہ fashion بنا ہوا ہے کہ بس حکومت کے خلاف تقریر کر لیں، ریاست کے خلاف تقریر کر لیں social media میں Hero بن جائے اپنے political capital کو rise کرنا شروع کر دیں۔ ہم نے missings persons پر اگر کمیٹی بنائی آنریبل ہائی کورٹ کا order ہے کہ پچھلی حکومت کو آرڈر ہے آنریبل ہائی کورٹ کا ہم نے تو آکے implement کیا ہے کہ دو لوگ اپوزیشن سے لیں دو حکومت سے لیں ہم نے لے لیا؟ اُس پر کیا reaction آیا جناب رحمت صالح بلوچ صاحب؟ تو جب آپ تیار نہیں ہیں مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمیں تو کہتے ہیں مذاکرات کرو جب ہم آپ کو مذاکرات کے لیے role دیتے ہیں تو آپ اُس سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں تو اُس پر بھی پھر آگے بڑھیں نا، مذاکرات مذاکرات کرتے ہیں تو پھر مذاکرات پر کردار ادا کریں۔ مَیں ایک بار پھر ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ صاحبہ کو پھر دعوت دیتا ہوں کہ آئیں ہمارے ساتھ مذاکرات کریں۔ ہمارا صرف ایک right صرف ایک right ایک right آپ مان لیں باقی آپ کی ہر بات ہم ماننے کو تیار ہیں ہمارا یہ right کہ گورنمنٹ نے organize کرنا ہے گورنمنٹ organize کرے گی، ہم ایک قدم بھی اپنے اِس right سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم کسی جتھے کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے شہروں کو control کر لیں ہماری ہائی ویز کو control کر لیں وہ ہماری اسمبلی کو control کر لیں وہ ہماری red zone کو control کریں not at all جناب اسپیکر! ہم بالکل polite رہیں گے firm رہیں گے state کی writ کو establish کریں گے مذاکرات کے لیے ہمارے دروازے 24/7 کُھلے ہیں۔ مَیں نے اپنا اِختیار اپوزیشن کو دے دیا اِن میں سے جو exercise کرنا چاہتا ہے وہ جائے اور حکومت کی طرف سے سارا اِختیار ہے۔

شکریہ جناب اسپیکر۔ پاکستان زندہ آباد۔

جناب اسپیکر: Thank you, Thank you۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم اگست 2024 بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 10 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)